ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

شعبان المعظم ۱۴۱۸ھ
دسمبر ۱۹۹۷ء
۱۲

مرزا طاہر کا تازہ ہذیان
پاکستان سے غدّاری

علماء کا قتل
لمحہ فکریہ

لفظ "ربوہ" کا
ایک تحقیقی مطالعہ

روشن خیالی
سیّد عطاء المحسن بخاری کا فکر انگیز کالم

أخبار الأحرار

قائدینِ احرار کی تنظیمی و تبلیغی سرگرمیاں

احرار

دنیا میں کوئی شخص بھی ایسا نہیں جو یہ کہے کہ میرا اور کسی اور کا مزاج ایک جیسا ہے۔ ہم مزاجی میں بھی تخلیقی فرق ہے۔ ایک چیز آپ کو مکمل پسند ہے مگر دوسرے کو اسی فیصد پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مزاجوں، زبانوں اور رنگ روپ میں فرق رکھا ہے۔

ہم نے مجلس احرار اسلام کو پسند و اختیار کیا، جبکہ علماء کی جماعتیں بھی موجود تھیں۔ مگر "احرار" کی شان ہی نرالی تھی۔ ہم نے اپنے اکابر حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ، مولانا حبیب الرحمن لودھیانوی، چودھری افضل حق، شیخ حسام الدین، ماسٹر تاج الدین اور مولانا مظہر علی اظہر کو دیکھا تو یہ سب علماء نہ تھے مگر مجاہدین اسلام کے وارث و جانشین تھے۔ جماعت کی رہنمائی تو علماء کے ہاتھ میں تھی لیکن قافلۂ احرار میں مزدور، کسان، متوسط درجہ کے دکاندار، سفید پوش، علماء، دانشور، شاعر، ادیب اور ہر طبقہ کے افراد موجود تھے۔ جو رئیس تھے اس جماعت میں آ کر فقیر ہو گئے۔

قافلہ احرار میں شامل کارکنوں اور رہنماؤں نے دس، پندرہ اور بیس سال قید کی سزائیں کاٹیں، مصائب برداشت کئے، اپنی دولت اور جاگیریں ایک مقصد عالی کی خاطر قربان کر دیں۔ وہ چاہتے تو سب کچھ بنا سکتے تھے۔ دولت جاگیر اور اقتدار تو ان کے قدموں میں رہا۔ مگر انہوں نے ان سب پر حکومت الٰہیہ کے قیام، عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، منصب ازواج و اصحاب رسول کے تحفظ اور تردید و ابطال فتنہ مرزائیت و رافضیت کو ترجیح دی۔

بیں احرار پھر تیز گام، اللہ اللہ
ہوئی تیغِ حق بے نیام، اللہ اللہ

جانشین امیر شریعت

حضرت سید ابوذر بخاری رحمہ اللہ

ماخوذ، مقدمہ "مشاہداتِ قادیان" فروری ۱۹۸۷ء

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان

شعبان المعظم: ۱۴۱۸ھ

دسمبر: ۱۹۹۷ء

جلد ۸، شمارہ ۱۲

قیمت: ۱۵ روپے

Regd: M - No.32

❋ زرِ تعاون سالانہ اندرون ملک ۱۵۰ روپے بیرون ملک ۱۰۰۰ روپے پاکستانی ❋

مجلس ادارت

❋ زیرِ سرپرستی: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

❋ رئیس التحریر: سید عطاء المحسن بخاری

❋ مدیر مسئول: سید محمد کفیل بخاری

رفقاء فکر

◎ ابنِ امیرشریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ

◎ پروفیسرخالد شبیر احمد ◎ سیدخالد مسعود گیلانی

◎ مولانا محمد اسحق سلیمی ◎ مولانا محمد مغیرہ

◎ عبداللطیف خالد ◎ محمد عمرفاروق

◎ ابوسفیان تائب ◎ ساغراقبالی

رابطہ : دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان: فون: 511961

تحریک تحفظ ختمِ نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرار اسلام پاکستان

ناشر: سید محمد کفیل بخاری، طابع: تشکیل احمد اختر، مطبع: تشکیلِ نو پرنٹرز، مقام اشاعت: دارِ بنی ہاشم ملتان

آئینہ

اداریہ	دل کی بات	مدیر	۳
قلم برداشتہ	روشن خیالی	سید عطاء المحسن بخاری	۷
دین ودانش	اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	ادارہ	۹
تحقیق	قرآن کریم کے لفظ "ربوہ" کا تحقیقی مطالعہ	ڈاکٹر سید محمد اعزاز الحسن شاہ	۱۰
تحقیق	سر سید کے شیدائی مصنفین میں تحریف کا شوق	ضیاء الدین لاہوری	۱۷
اخبار الاحرار	تنظیمی خبریں	نمائندگان	۲۲
ترحیم	مسافرانِ عدم	ادارہ	۲۴
حسنِ انتقاد	تبصرۂ کتب	سید محمد کفیل بخاری	۲۷
شاعری	نعت رسول	عبدالکریم صابر مرحوم	۲۹
	نظم بیاد امیر شریعت	شبیر احمد گوہر	۳۰
	نظم، غزل	سید کاشف گیلانی	

علماء کا قتل .... لمحہ فکریہ

وطنِ عزیز پاکستان میں گزشتہ چند برسوں سے علماء، دینی طالب علموں اور کارکنوں کو ایک منظم منصوبہ بندی سے قتل کیا جارہا ہے۔ گزشتہ تین چار مہینوں میں ایسی ہی ظالمانہ کارروائیوں کی شدید لہر نے ہر محبِ وطن شہری کا دل زخمی کر دیا ہے۔

۱۹ ستمبر کو کراچی میں مولانا انیس الرحمن درخواستی کو سرِ بازار فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔

۱۹ اکتوبر کو ملتان میں منعقدہ "دعوتِ اسلامی" کے تبلیغی اجتماع میں چار دینی طالب علموں کو نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔

۲ نومبر کو جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم ڈاکٹر حبیب اللہ مختار، مفتی عبدالسمیع، اور ان کے ڈرائیور محمد طاہر کو فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔ شقاوت کی انتہا یہ ہے کہ فائرنگ کے بعد ویگن پر آتش گیر مادہ پھینک کر آگ بھی لگائی گئی۔

۵ نومبر کو جمیعت علماء اسلام (س) پنجاب کے ڈپٹی سیکرٹری جناب ندیم اقبال اعوان ایڈووکیٹ کو ان کے چیمبر (حاصل پور) میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا گیا۔

مولانا انیس الرحمن درخواستی کے قاتلوں کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ دعوت اسلامی ملتان کے اجتماع میں جامعہ خیر المدارس ملتان کے دو، اور دارالعلوم کبیروالا کے دو معصوم طالب علموں کے قاتل بھی حکومت کی گرفت سے باہر ہیں۔ حکومت، "معلوم" مصلحتوں کا شکار ہو کر ابھی تک جائے واردات سے پکڑے جانے والے ملزموں سے کچھ بھی نہیں اگلوا سکی۔ نتیجہ صفر ہے۔ سانحہ بنوری ٹاؤن میں شہید ہونے والے علماء انتہائی معتدل اور تعلیمی و تدریسی مشاغل میں زندگی بسر کرنے والے تھے۔ ان کے قاتل بھی حکومت سے زیادہ مضبوط ہیں، اسی لیے نامعلوم ہیں۔ ندیم اقبال اعوان کے قاتل واردات کے فوراً بعد پکڑے گئے اور انہوں نے اپنے اقبالی بیان میں (اخبار کے مطابق) بتایا کہ .... "وہ اس واقعہ کے بعد خیر پور ٹامیوالی کا رخ کرنے والے تھے اور یہاں کے ہمدانی سادات کے چند افراد کو قتل کرنے کا منصوبہ تھا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ ٹھوکر نیاز بیگ لاہور سے خصوصی طور پر اس منصوبہ کی تکمیل کے لئے آئے تھے" لیکن ابھی تک ان ملزموں کے خلاف تفتیشی اور عدالتی کارروائی سرد مہری کا شکار ہے۔

اب یہ بات ڈھکی چھپی نہیں رہی کہ پاکستان میں علماء اور دینی کارکنوں کو کون قتل کر رہا ہے؟ حکومت، شہریوں سے زیادہ باخبر ہے۔ آخر وہ کونسی ترجیحات ہیں جو قاتلوں کو گرفتار کرنے اور انہیں سزا دینے میں رکاوٹ ہیں۔؟ ایرانی کیڈٹوں کے قاتل تو چند روز میں "باقاعدہ تلاش" کر کے گرفتار کر لیے گئے اور تفتیشی کارروائی شروع کر دی گئی۔ مگر اپنے ہی ہم وطن علماء، طلباء اور عام شہریوں کی تڑپتی لاشیں لاوارث ...

دے دی گئی ہیں۔ ہمارا دیانت دارانہ تجزیہ ہے کہ پاکستان میں مذہب اور سیاست کے نام پر جتنی قتل و غارت گری ہوئی ہے یا ہو گی وہ سب امریکہ کے نیو ورلڈ آرڈر کا اہم حصہ ہے۔ توہینِ رسالت، توہینِ صحابہ، حدود اللہ پر بحث و تنقید، ارتداد اور توہینِ رسالت کی شرعی سزا پر عیسائیوں کا احتجاج ......اور پھر، کفار و مشرکین، یہود و نصاریٰ کی حمایت میں پاکستان کے نام نہاد لبرل دانشوروں اور صحافیوں کی خود مذمتی کی شرمناک روش...... یہ تمام طے شدہ منصوبہ ہے۔ جس کی تکمیل کے لئے ہمارے لادین حکمران، سیاستدان، بیورو کریٹ اور مختلف شعبوں میں موجود ان کے گماشتے "امریکی کولہو" میں بلا اجرت جتے ہوئے ہیں۔ امریکہ دنیا بھر میں اسلامی تحریکوں اور دینی قیادتوں کو ختم کرنا چاہتا ہے۔ جس کا ثبوت یہ ہے کہ...... ترکی میں دینی مدارس اور دینی تحریکیں زیرِ عتاب ہیں۔ الجزائر میں ووٹ کی طاقت سے جیتنے والا "اسلامک سالویشن فرنٹ" اقتدار سے محروم اور قیادت جیل میں ہے۔ مصر میں دینی کارکنوں اور تحریکوں پر بے پناہ مظالم، افغانستان میں عدم استحکام، کشمیری مسلمانوں پر مظالم، بوسنیا کے مسلمانوں کے مقابلہ میں سرب عیسائیوں کی مدد اسی حقیقت کے شواہد ہیں۔ پاکستان امریکہ کا مستقل مورچہ بن چکا ہے۔

ہمارے حکمرانوں سے جن خطوط پر کام لیا جارہا ہے وہ مختصراً یہ ہیں۔

۱۔ دینی مدارس پر قبضہ کر کے دینی تحریکوں کے ان مضبوط مراکز کو تباہ کر دیا جائے۔

۲۔ یہ ممکن نہ ہو تو مدارس کے نصابِ تعلیم کو مشرف بہ امریکہ و برطانیہ کیا جائے۔

۳۔ اس میں ناکامی ہو تو فرقہ وارانہ تصادم پیدا کیا جائے۔ اس کے لئے آدمی خریدے جائیں اور انہیں یہ ذمہ داری سونپی جائے۔

۴۔ قرآنی احکام یعنی شریعت اسلامیہ پر برملا تنقید کی جائے اور انہیں غیر انسانی اور ظالمانہ کہا جائے تاکہ مسلمان یہود و نصاریٰ کے مطلوبہ مادر پدر آزاد معاشرتی سانچے میں ڈھل جائیں۔

۵۔ مذہب کے نام پر قتل غارت گری کرائی جائے۔ مذہب بیزار معاشرہ قائم کر کے دینی جماعتوں، دینی مدارس اور دینی قیادت کو بدنام کیا جائے اور عوام میں ان کی گرفت کمزور کی جائے۔ اور ساتھ ہی دینی قیادت کو بھی ختم کر دیا جائے۔

۶۔ رواداری کے نام پر تمام اسلام دشمن قوتوں، قادیانیوں، عیسائیوں اور رافضیوں کی مکمل سرپرستی اور حفاظت کی جائے۔ اور ان قوتوں کو "نیو ورلڈ آرڈر" کی تکمیل کے لیے استعمال کیا جائے۔

سخت نادانی ہو گی اگر ہمارے حکمران یہ سمجھ لیں کہ وہ اس ایجنڈے پر عمل کر کے کوئی دائمی یا پائیدار کامیابی حاصل کرلیں گے۔ انہیں یقیناً بہت مایوسی ہو گی (ان شاء اللہ)......البتہ علماء کرام، دینی جماعتوں کے کارکنوں اور رہنماؤں کے لئے یہ لمحۂ فکریہ ہے سخت آزمائش ہے اور انہیں بہرحال اس آزمائش سے نکلنا ہے۔ جمہوریت کے ذریعہ سے نہیں، جہاد کے ذریعہ سے۔ انقلاب کے ذریعہ سے۔

نواز شریف اب بھی اسلام نافذ کردو:

پاکستان کی مقننہ اور عدلیہ میں تصادم کی وجہ سے جو سیاسی بحران پیدا ہوا تھا اس نے حکومت کی چولیں ڈھیلی کردی تھیں۔ مگر وزیراعظم نواز شریف کو اس بحران میں صدر فاروق احمد خان لغاری کے استعفیٰ کی صورت میں ایک وقتی اور شاندار کامیابی حاصل ہوئی ہے انہوں نے اپنے بھاری مینڈیٹ کو بھی ظاہر کردیا ہے، اور موٹروے کا افتتاح بھی کرلیا ہے۔ اس کامیابی کو وہ اللہ کی دی ہوئی مہلت سمجھیں۔ اور فوری طور پر

۱۔ مکمل اسلامی نظام نافذ کردیں

۲۔ سودی نظام کے خاتمہ کا اعلان کردیں۔

ورنہ یاد رکھیں:

اس مہلت کو ضائع کرنے کی صورت میں وہ تنہا رہ جائیں گے اور عذابِ الٰہی کا شکار ہو کر عبرت کا نشان بن جائیں گے۔

جناب محمد رفیق تارڑ —— مسلم لیگ کے نامزد صدارتی امیدوار

وزیراعظم محمد نواز شریف نے ۱۵/دسمبر کی رات صدر مملکت کے عہدہ کے لئے جسٹس (ر) محمد رفیق تارڑ کا نام اچانک تجویز کرکے اپنی کابینہ اور تمام سیاسی حلقوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔

جناب محمد رفیق تارڑ اپنے شاندار ماضی کے حوالے سے تمام حلقوں میں احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ وہ ایک اصول پسند باکردار عقیدۂ ختمِ نبوت پر غیر متزلزل یقین رکھنے والے سچے اور کھرے مسلمان ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی بار ایک ایسا سربراہِ مملکت ہمیں نصیب ہو رہا ہے جس کی شکل و صورت، وضع قطع اور عملی زندگی میں دین غالب ہے۔

وہ ایک متوسط گھرانے کے چشم و چراغ ہیں۔ انہوں نے حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ کی صحبتوں سے بے پناہ فیض حاصل کیا اور تحریک تحفظِ ختمِ نبوت ۱۹۵۳ء میں مجاہدانہ کردار ادا کیا آج انہیں جو مقام مل رہا ہے یہ حضرت امیر شریعت کی دعاؤں کا ہی نتیجہ ہے۔ میاں محمد نواز شریف کا یہ فیصلہ بہت ہی مستحسن ہے۔ ان کی نامزدگی سے پاکستان کی دینی قوتوں کو ایک حوصلہ ملا ہے اور دین دشمن قوتوں (خصوصاً قادیانیوں) کو عبرتناک اور ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا ہے۔

ہم جناب محمد رفیق تارڑ کے لئے دعاء گو ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامیابیوں سے ہمکنار کرے، اس اہم ترین ذمہ داری کو اپنے اسلاف کی سیرت کی روشنی میں پورا کرنے اور اس منصب کے ذریعے دین اسلام، مسلمانوں اور وطنِ عزیز کی خدمت کرنے کی توفیق و سعادت عطاء فرمائیں (آمین)

مرزا طاہر کا تازہ ہذیان:

۷/دسمبر کے اخبارات میں قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر کا بیان شائع ہوا مرزا طاہر نے

۵/دسمبر کو لندن میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا......

"ہمیں پوری توقع تھی کہ آئین جمعہ تک ختم ہو جائے گا، لیکن خدا نے تاخیر کر دی لغاری کے استعفیٰ سے بحران ٹلا ہے ختم نہیں ہوا۔ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت بنانے والا آئین ختم نہ ہوا تو ملک ختم ہو جائے گا - یہ آئین ردّی کاغذ کا پرزہ ہے"۔

مرزا طاہر نے لندن میں بیٹھ کر پاکستان کے خلاف جو بذین بکا ہے اس پر مسلم لیگ کے نامزد صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ نے ردّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا......

"اب یہ بات راز نہیں رہی کہ حالیہ سیاسی بحران کی کھچڑی کو دال، چاول اور ایندھن کہاں سے فراہم ہو رہے تھے۔ حالیہ گٹھ جوڑ کی پشت پر قادیانی تھے۔ جسٹس سجاد علی شاہ قادیانیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ وہ دو قادیانی سیشن ججوں میں سے ایک کو، جو آئین پاکستان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خود کو غیر مسلم تسلیم کرنے سے انکاری تھا، ہائیکورٹ لے جانا چاہتے تھے۔ مگر ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے اصرار کے باوجود اس کا نام اس لئے شامل نہ کیا کہ وہ آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کو تسلیم نہیں کر رہا تھا۔ جس کے باعث قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہے"

انہوں نے کہا کہ......"اس سارے کھیل میں سب سے زیادہ نقصان مرزا طاہر اور اس کی جماعت بے ہدایت کا ہوا جن کا سارا لگا لگایا ضائع ہو گیا"

وزیر اعظم میاں نواز شریف اپنے نامزد کردہ مستقبل کے صدر مملکت جناب محمد رفیق تارڑ کے بیان کی روشنی میں پاکستان کے بارے میں قادیانیوں کے ناپاک عزائم کا سخت نوٹس لیں۔ مرزا طاہر پر ملک سے غداری کا مقدمہ قائم کر کے گرفتاری کریں، قادیانی جماعت کو خلاف قانون قرار دے کر ان کے تمام دفاتر سر بمہر کریں۔ ریکارڈ اور اثاثے قبضہ میں لیں لٹریچر ضبط کریں۔ امید ہے جناب وزیر اعظم پاکستان کے خلاف قادیانی سازشوں کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ اور اس نہایت حساس مسئلہ پر فوری توجہ دیں گے۔

باذوق قارئین کے مطالعہ کیلئے بہترین کتابیں

ھڈالی ضلع خوشاب میں

ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کا تازہ شمارہ

مولوی محمد قاسم

مجلس احرار اسلام کا تمام لٹریچر

علماء کرام کی تقاریر کے کیسٹ

اور ہر قسم کی علمی، تاریخی اور ادبی کتابوں کا مرکز

مکتبہ رحمانیہ، نزد مین بازار، ھڈالی، ضلع خوشاب

قلم برداشتہ:

سید عطاء المحسن بخاری

ایک روشن خیال ملکہ

سرور دو عالم محمد رسول اللہ ﷺ سے ابوھریرہؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ مجھے (غالباً) یمن کی گورنری عطا کیجئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا..... نہیں، ابوھریرہؓ، اب نہیں! ایک بات یاد رکھو، دنیا میں یہ اقتدار امانت ہے اور آخرت میں رسوائی اور ندامت! اگر اقتدار بن مانگے ملے تو تیری اعانت من جانب اللہ ہوگی، اور اگر مانگ کر تو نے اقتدار لیا تو، تو (لوگوں) کے سپرد کردیا جائیگا"

یہ کتنے واضح، روشن اور ابدی نقوش ہیں۔ ان پر کسی رائے کے اظہار کی ضرورت نہیں۔ کامل و مکمل گفتگو پر ردّ و کد اور جرح و قدح کی اسی لئے ضرورت نہیں ہوتی کہ اس گفتگو سے شک و ریب کے تمام راستے مسدود ہوجاتے ہیں۔

اقتدار کی بھیک لوگوں سے مانگنے کا طریقہ یہودیوں نے ایجاد کیا۔ عوام کو "ربّ الارض" بھی یہودیوں نے بنایا۔ عوام کو اقتدار کا مالک بھی انہیں یہودیوں نے بنایا۔ اسی لئے اقتدار کے بھک منگے، منگتے، گداگر..... عوام عوام، غریب غریب، مزدور مزدور کی رٹ لگا کر فنکار پیشہ ور گداگروں کی طرح نہ معلوم کیا کیا بٹورتے اور لے ڈوبتے ہیں۔ یہودیوں کی نظری، فکری اور عملی اطاعت سے اور یہودیانہ روش اختیار کر کے یہ لوگ بہت کچھ سمیٹ لیتے ہیں۔ یعنی قومی سرمایہ، قومی رویّے، قومی اخلاق، قومی آراء، قومی امن، قومی اتحاد اور اس کے عوض قوم کو دیتے کیا ہیں.....؟

بھوک، افلاس، قلاشی، ملاوٹ، غبنِ فاحش، قتل، اغواء زناء، جوا، نشہ، چوری، حرام خوری، حرام کاری، جھوٹ، بدمعاشی، تمام ابلیسی رویّے، گندے غلیظ اور ناپاک جذبے! وہ جذبے، جن کی تکمیل کے لئے کوشاں انسان نما شیطانوں وحشیوں، درندوں، مستبد و سفاک لوگوں کے پُشتیبان اور سفارشی ارکانِ اسمبلی ہوتے ہیں، جو دھونس، گھمنڈ اور دھاندلی سے ان بدصفات لوگوں کی خواہشیں پوری کرتے ہیں۔ جو کبھی پوری نہیں ہوتیں۔

سلطان شمس الدین التمش زندگی کے آخری مرحلے میں تھا۔ اس نے امراء اور درباریوں (پارلیمنٹیرنز) کو اپنی رائے دی کہ میرے بیٹے نالائق ہیں، تمام ابلیسی اعمال ان میں بدرجہ اَتم پائے جاتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ اپنی بیٹی کو اپنی جگہ بٹھا دوں۔ امراء نے مخالفت کی مگر بادشاہوں کی رائے سے اختلاف کا چونکہ نتیجہ اچھا نہیں ہوا کرتا، لہٰذا امراء اور درباری آخر کو چپ ہو رہے اور التمش نے اپنی چہیتی بیٹی رضیہ سلطانہ کو اپنی "خلیفی" بنا دیا۔ وہ ملکہ ہند بن گئی۔ ۱۲۳۶ء سے ۱۲۳۹ء تک تین برس کی مدت میں جہاں اس نے بہادری اور حسن کارکردگی کا خوب خوب مظاہرہ کیا وہاں تریاہٹ اور تریامت کا جادو بھی سر چڑھ کر بولنے لگا۔ رضیہ

سلطانہ ایک حبشی غلام، جمال الدین یاقوت میر اخور سے اپنا دل و دماغ نہ بچا سکی اور اسکی ہو گئی۔ اسے شاہی اصطبل کی نوکری سے اٹھا کر امیر الامراء بنایا پھر اس سے شادی کر لی۔ بھٹنڈہ کے حاکم نے رضیہ کے یہ لچھن، اور "روشن خیالی" کے یہ مظاہر دیکھ کر بغاوت کر دی۔ رضیہ حبشی غلام کے ساتھ لشکر کشی کر کے اس کی سر کوبی کے لئے گئی مگر بھٹنڈہ کے حاکم کے سامنے ٹھہر نہ سکی۔ "یاقوت" مارا گیا۔ تب رضیہ نے بھٹنڈہ کے حاکم کے ساتھ شادی رچالی اور کبھی نہ پوری ہونے والی خواہشیں پوری کرتی رہی۔ ادھر امراء نے رضیہ کے بھائی معز الدین بہرام کو حاکم بنالیا وہ ابھی حاکم ہوا ہی تھا کہ بھٹنڈہ کی رانی نے بھائی پر حملہ کرنے کی ٹھانی۔ حاکم بھٹنڈہ اور رضیہ دونوں اپنی معصوم خواہشیں پوری کرتے کرتے اس ناگہانی حملے کی زد میں آگئے۔ تب دونوں مل کر مردانہ وار اور زنانہ وار گرفتار ہوئے اور دھلی کے نواح میں کیتھل نامی قصبہ میں دونوں کو اکٹھے ہی "خواہشوں کے گھاٹ" اتار دیا گیا۔ پھر اسی ہوس اقتدار نے معز الدین بہرام کو بھی ۱۲۴۱ء میں قتل کرادیا۔ اسکے بعد التمش کا داماد آیا، وہ بھی اپنے چچا ناصر الدین محمود کے ہاتھوں ۱۲۴۶ء میں گرفتار ہوا اور جیل میں گل سڑ گیا۔

لوگ تاریخ تاریخ کی رٹ تو لگاتے ہیں مگر تاریخ پڑھتے نہیں - حالانکہ تاریخ بھی عقل و ہدایت کے لئے سامان مہیا کرتی ہے اور تاریخ اپنے طعنۂ ارتقا کے پہلو بہ پہلو فلسفۂ زوال بھی لے کے چلتی ہے۔ نہ جانے اقتدار کے بھک منگے، ناپاک اور غلیظ بجاری ان واقعات خونچکاں سے عبرت کیوں حاصل نہیں کرتے؟ شاید یہ عقل سے عاری ہوتے ہیں، اور بصارت و بصیرت سے محروم ہوتے ہیں۔ اللہ پاک نے بھی عقل والوں کو ہی عبرت حاصل کرنے کے لئے آواز دی ہے.........

فاعتبروا یا اولی الابصار یا اولی الالباب لعلکم تتقون

(اے بصارت والو، اے عقل والو! عبرت پکڑو، تاکہ تم پاکباز ہو جاؤ)

جی ہاں! ہوسِ ملک گیری میں آزردہ دلوں کا قتل نہ کرو ورنہ تمہیں بھی یہ تلخ گھونٹ ساغر میں پلایا جائے گا۔

خونِ آزردہ دِلاں از پئے ملک مریز
کہ تُرا نیز ہماں جُرعہ بساغر ریزند

(بقیہ از صـ ۱۶)

ربوہ کے محکم معانی میں تشابہ پیدا کرنے کے لئے اس صفاتی نام کا اپنی بستی پر اطلاق کر دیا اس کو محض حادثاتی واقعہ یا ترکاتی نام قرار نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ عمداً قصداً انہوں نے ایسا کیا ہے تاکہ اس جھوٹے مسیح موعود (غلام احمد قادیانی) کو اس سچے مسیح موعود کے بالمقابل لایا جائے۔ بس قرآن مجید کا یہ دعوی "فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ماتشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ و ابتغاء تاویلہ (آل عمران : ۷) کیسے فٹ نظر آتا ہے۔ کہ جن دلوں میں کجی ہے وہ متشابہ کی من پسند تاویل سے پیوستہ رہتے ہیں۔ تاکہ لوگ شک و شبہ کا شکار ہوں اور ان کی باطل تاویل کا راستہ ہموار ہو جائے۔

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیّد المرسلین امابعد:
اعوذباللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم . بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قال اللّٰہ تعالیٰ:

فادعوا اللّٰہ مخلصین له الدین وقال تعالیٰ: لَه دعوۃُ الحق وقال تعالیٰ: فاعلم انه لا اله الا اللّٰہ وقال تعالیٰ: محمد رسول اللّٰہ والذین معهٗ.

وعن عائشة رضی اللّٰہتعالیٰ عنہاکان رجل عندالنبی صلی اللّٰہ علیه وسلم ینظرالیه لایطرف، فقال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم ما بالک قال بابی انت وامی اتمتع بالنظر الیک فاذا کان یوم القیامة رفعک اللّٰہ بتفضیلک فانزل اللّٰہ تعالیٰ: وَمَن یطع اللّٰہ والرّسولَ فاُوْلئک مع الّذین اَنعم اللّٰہ علیهم من النبیین والصدیقین والشُهداء والصّالحین وحَسُن اُولئک رفیقا (رواه الطبرانی و ابن مردویة)

سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھ رہا تھا۔ پلک تک نہیں جھپکا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو اس نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر لطف اندوز ہو رہا ہوں ۔ جب قیامت آئے گی اس وقت تو اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلتوں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند مراتب پر لے جائیں گے۔ (پھر ہم کہاں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں)

اس پر یہ آیت اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی: جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حکم برداری کریں گے وہ ان لوگوں ہی کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ یعنی نبی، صدیق، شہداء اور صالحین، اور یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔

الناشر: الجامعة الاسلامیة العائشة الصدیقة لبنات الاسلام
بوسال سکھا، تحصیل ملکوال ضلع منڈی بہاؤالدین

از قلم......(ڈاکٹر سید محمد اعزاز الحسن شاہ)

قرآن کریم کے لفظ "ربوہ" کا تحقیقی مطالعہ

نحمدہ ونصلّی ونسلّم علیٰ رسولہِ الکریم ۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وبعد

(ا) لفظی ترجمہ قرآن مجید میں ربوہ لفظ کا دو دفعہ استعمال ہوا ہے:

(۱) کمثل جنّتہ بِربَوَۃ (سورۃ البقرہ۲۶۵) اور

(۲) وآوَینٰاھماالی ربوۃ ذات قرار وّمعین،(سورۃ المومنون ۔۵)

جو سطح زمین سے بلند جگہ پر ہو اور دوسری آیت میں "عیسیٰ علیہ السلام اور انکی والدہ کو ایک ٹیلہ پر ٹھکانہ دیا ۔اس لفظ کا اصل مادہ "ر ب و" ہے۔ جو کہ قرآن مجید میں مختلف جگہوں میں مختلف شکلوں کے ساتھ وارد ہوا ہے۔ان تین حروف کو جب یکجا کریں تو یہ لفظ "ربوا" کی شکل اختیار کر جاتا ہے، جس کا قرآن مجید میں اس طرح ذکر ہوا ہے

"أحلَ اللہالبیع وحَرم الرِبوا (البقرہ:۲۷۵)

یعنی اللہ نے خرید وفروخت کو جائز کیا ہے جبکہ سود کو حرام کیا ہے؟ یہ اصل ہر زیادتی کا نام ہے۔پھر اس زیادتی پر جب مزید زیادتی ہوتی ہے تو اس میں سختی کا عنصر پیدا ہوتا ہے۔ تو اس پیرائے کی تعبیر کے لئے قرآن مجید نے لفظ رابیہ استعمال کیا ہے۔ فاخذ ھم اخذۃً رابیۃ (الحاقہ:۱۰)

ہم نے انہیں انتہائی سخت طرح پکڑ لیا۔ یہ رابیہ بھی رب و سے ہی ماخوذ ہے۔ اس کے مصدر کا فعل مضارع یربو اور یربی دونوں طرح قرآن مجید میں مستعمل ہیں۔

ربوۃ لفظ کی قرآت تین طرح کی جاتی ہے۔عام مشہور قرآت "رَبوہ" ہے جبکہ "رُبوہ" اور "رِبوہ" بھی ہے۔ پہلی دو قراتوں کا ذکر لسان العرب نے کیا ہے۔ (لسان العرب، مادہ ربا) جبکہ تیسری قرآت کا ذکر امام راغب اصفہانی نے مفردات القرآن میں (مفردات القرآن مادہ رب و) امام راغب نے اس کا تلفظ "رِباوۃ" بھی پڑھا جانا ذکر کیا ہے جبکہ لسان العرب نے "رُبوہ" پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ اور ربوہ پڑھنا بنو تمیم کی لغت قرار دیا ہے۔ اور اسکی جمع رُبیٰ اور رُبیّ بتلائی ہے۔ لسان العرب نے "رُبوہ" پڑھنے کو شاید اس لئے راجح قرار دیا ہے۔ کہ اہل عرب اپنی عام محاوراتی زبان میں کہتے ہیں۔ "مَرتُ بنا رُبوہ من الناس (وہی الجماعتہ العظیمہ نحو عشرہ الاف) یعنی لوگوں کی ایک بڑی جماعت کا ہم سے گذر ہوا (جس سے مراد تقریباً دس ہزار اور اسی طرح رباوۃ "کا استعمال بھی اہل عرب اپنی زبان میں اس طرح کرتے ہیں فلان فی رباوۃ قومہ یعنی اس کا شمار اپنی قوم کے معزز لوگوں سے ہے (اساس البلاغتہ مادہ رب و)لسان العرب میں مزید اس مادہ کا ماضی فعل مضارع اور مصدر اور اسکی توضیح اس طرح کی گئی۔

ربا الشئی یربو ربوّ اورباء

بمعنی زاد ونما یعنی کسی چیز کا بڑھنا اس کا مضارع یربوا اور مصدر ربوّاور رِباہ بمعنی زیادہ ہونا اور بڑھنا اور اس سے ثلاثی

مزید فیہ اربیتہ غیتہ کہ میں نے اس کو زیادہ کیا اور بڑھایا قرآن مجید میں وارد ہوا ہے۔ یربی الصدقات یعنی صدقات میں اضافہ کرتے ہیں اور حدیث صدقہ میں یوں مذکور ہے۔ تربوا فی کف الرحمن حتی تکون اعظم من الجبل۔ کہ صدقہ رحمن کے ہاتھوں میں بڑھ بڑھ کر پہاڑ سے بھی بڑا ہوجاتا ہے۔ اور عام محاورہ میں کہتے ہیں ربا السویق یعنی ستو میں جب پانی ڈالا جاتا ہے تو وہ پھول جاتا ہے اس کے لئے یہ محاورہ بولا جاتا ہے اسی طرح قرآن مجید میں زمین کو جو صفت بیان ہوئی ہے۔ مثلاً اهتزت و ربت ای عظمت و انتفخت

یعنی زمین پھول کر پھٹ پڑی۔ حدیث شریف میں یہ لفظ اس طرح وارد ہے۔ الفردوس ربوة الجنة ای ارفعها یعنی فردوس جنت کی اونچی جگہ ہے۔ باقی جنتوں کے مقابلہ میں (لسان العرب مادہ ر ب و) ربوہ اور رُبوہ کے فرق اکثر لغات نے تو واضح نہیں کیا۔ جبکہ ابن کثیر نے اس کتاب النہایہ فی غریب الحدیث والاثر میں یہ فرق کیا ہے۔ الربوة بالضم و الفتح والضم ماارتفع من الارض۔ یعنی ربوہ مضموم اور مفتوح دونوں طرح مگر اگر مضموم ہو تو اس کا معنی سطح زمین سے اونچی زمین۔ باقی اگر بالفتح تو یہ زبانی کے معنی میں ہوگا۔ جیسا حدیث طمفتہ کے حوالے سے مذکور ہے "من ابی فعلیہ الربوہ" یعنی جو زکواۃ کے انکاری ہو تو اس سے اصل زکواۃ کی رقم سے زائد وصول کیا جائے گا۔ اور اس طرح من اقر بالجزیہ فعلیہ الربوہ یعنی جو اسلام اس لئے قبول نہیں کرتا کہ اس میں آکر زکواۃ دینی پڑے گی تو اس کے اصل جزیہ کی رقم سے زائد جزیہ لیا جائے گا۔ (النہایہ فی غریب الحدیث والاثر ج ۲ ص ۱۹۲) اس فرق سے تو یہ قول راجح ٹھہرا کہ قرآن مجید نے جن دو جگہوں میں اس لفظ کا استعمال کیا ہے۔ اسے "رُبوہ" پڑھنا اولی ہے۔ جیسا کہ صاحب لسان العرب کی ترجیح ہے۔ المعجم المفہرس للالفاظ الحدیث کے حوالہ سے ترمذی میں سورۃ المومنون کی تفسیر میں اس لفظ کے ذیل میں لکھا ہے۔ "الفردوس ربوة الجنة و اوسطها و افضلها یعنی فردوس یہ جنت کا ربوہ (اونچی جگہ) اور جنت کا بہترین مقام ہے۔ اور مسند احمد میں منقول ہے۔ الاان عمل الجنة حزن بربوہ (مسند احمد ج ۵ ص ۳۲۷، و ج ۳ ص ۳۶۰)

۲) روایاتی تجزیہ

اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ مریم علیہا السلام کو جس جگہ ٹھکانہ دیا اس کو رُبوہ سے تعبیر فرمایا ہے۔ چنانچہ شاہ عبد القادر موضح القرآن حاشیہ میں نقل فرماتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب ماں سے پیدا ہوئے تو اس وقت کے بادشاہ نے نجومیوں سے سنا کہ بنی اسرائیل کا بادشاہ پیدا ہوا ہے۔ وہ ان کی تلاش میں پڑا، ان کو بشارت ہوئی کہ اس کے ملک سے نکل جاؤ نکل کر مصر کے ملک گئے۔ وہ گاؤں تھا ٹیلے پر اور پانی وہاں کا خوب تھا (شاہ عبد القادر۔ ترجمہ قرآن مجید ص ۱۷۵ تاج کمپنی

(۲) تفسیر جلالین نے بھی اس نقطہ سے اتفاق کیا ہے۔

ذکر فی سبب ہذا الایواء ان ملک ذلک الزمان عزم علے قتل عیسیٰ

یعنی ان کے ٹھہراؤ کے سبب کے بیان میں کہ اس زمانے کے بادشاہ نے حضرت عیسیٰ کو قتل کرنا چاہا۔ (تفسیر جلالین کلاں حاشیہ ص ۲۹۰ مطبوعہ نور محمد کراچی)

(۳) تفسیر مظہری کا بھی اس سے اتفاق ہے۔ کہ یہودی بادشاہ ہیرودس جب حضرت عیسیٰ کے قتل کے درپے ہوگیا

تھا تو حضرت مریم بچہ کو لے کر مصر چلی گئی تھیں۔ (تفسیر مظہری ج ۸ ص ۱۹۱)
(۴) تفہیم القرآن میں ہیرودس کے بعد ارخلاؤس کے عہد حکومت کا ذکر ہے۔ کہ ان کی والدہ کو گلیل کے شہر ناصرہ میں پناہ لینی پڑی (بحوالہ متی ۲ ۱۳ تا ۲۲) تفہیم القرآن ج ۳ ص ۲۸۱)
(۵) تفسیر حسینی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ رملہ فلسطین ہے انہوں نے کشاف کے حوالہ سے نقل کیا ہے۔ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رملہ فلسطین یہ ربوہ ہے جہاں حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی والدہ ٹھہرے۔ (قلمی نسخہ تفسیر حسینی ص ٦٦ ج ۳)
رملہ اس کا واحد الرمل ہے۔ فلسطین کا بہت بڑا شہر ہے۔ اور یہ مسلمانوں کی فوجی چھاؤنی رہ چکی ہے۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ٦۹)
(٦) قلمی تفسیر۔ قرآن القرآن بالبیان مؤلفہ کلیم الدین نور اللہ ۱۱۲۷ھ کے حوالہ سے ربوہ، ارض مرتفعہ وہی بیت المقدس او دمشق او ایلیہ فلسطین او مصر) یعنی ربوہ یہ اونچی زمین کو کہتے ہیں۔ یہ یا تو بیت المقدس یا دمشق یا ایلیا فلسطین یا مصر ہے۔ (تفسیر مذکور کا ص ۴۲۳) ایلیاء کے متعلق معجم البلدان میں مذکور ہے کہ اسم مدینتہ بیت المقدس کہ یہ بیت المقدس کے کسی شہر کا نام ہے۔ (معجم البلدان ص ۲۹۳ ج ۱) دمشق کے وضاحتی نوٹ میں صاحب معجم البلدان آیت۔ "و آوینا ہما" نقل کر کے لکھتے ہیں کہ وہی دمشق ذات قرار و معین و ذات رخاء من العیش یعنی یہ دمشق ہے کہ جو زندگی کی نعمتوں سے مالامال ہے، پھر آگے چل کر لکھتے ہیں کہ ان عیسی ینزل عند المنارہ البیضاء من شرقی دمشق کہ عیسی علیہ السلام کہ دمشق کے شرقی سفید مینار پر نزول فرمائیں گے۔ اور والمغارہ التی فی جبل الیثرب یقال انہا کانت ماوی عیسی علیہ السلام اور جبل یثرب کی جو غار ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عیسیٰ کی جائے پناہ تھی۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۴٦۴) اسی طرح اردو دائرہ معارف اسلامیہ میں دمشق کے وضاحتی نوٹ کے سلسلہ میں مذکور ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ (یہاں) ایک پرسکون ٹیلہ (ربوہ) پر قیام فرمائے ہوئے تھے۔ (الی ربوہ ذات قرار ۲۳: (المؤمنون ۵۰) اور دنیا کے خاتمے کے قریب دجال سے لڑنے کے لئے سفید مینار پر جسے کبھی تو مشرق مینار قرار دیا جاتا تھا۔ اور کبھی مسجد جامع کا شرقی مینار نزول اجلال فرمائیں گے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۹ ص ۳، ۴ مارہ (دمشق)
(۷) مولانا ابوالکلام۔ ترجمان القرآن میں اس آیت کے زیر حاشیہ تحریر کرتے ہیں ہم نے انہیں ایک مرتفع مقام پر پناہ دی جو بسنے کے قابل اور شاداب تھی۔ غالباً اس سے مقصود وادی نیل کی بالائی سطح ہے یعنی مصر کا بالائی حصہ۔ اناجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش کے بعد مریم (ترجمان القرآن ج ۲ ص ۵۳ مطبوعہ اسلامی اکاڈمی)
(۸) امام قرطبی نے الجامع الاحکام القرآن میں تحریر کیا ہے کہ ابوہریرہ کے ایک قول بموجب فلسطین اور رملہ ہے اور نبی علیہ السلام سے بھی مروی ہے۔ نیز ابن عباس، ابن المسیب اور ابن سلام کے نزدیک یہ دمشق ہے۔ کعب اور قتادہ کے نزدیک بیت المقدس اور ابن زید کے نزدیک مصر (الجامع الاحکام القرآن ج ۱۲ ص ۱۲٦ مطبوعہ ایران)
(۹) البدایہ و النہایہ میں ضحاک عن ابن عباس راویت کرتے ہیں یہود کے خطرہ کے بموجب اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ کی طرف وحی کی کہ انہیں مصر کی طرف لیکر چلی جائے۔ اور قرآن مجید میں وجعلنا ابن مریم وامہ..... میں اس طرف اشارہ کر دیا ہے۔ (البدایہ ج ۲ ص ۷)
(۱۰) تفسیر حسینی کے علمی نسخہ میں ایک روایت یہ بیان کی گئی ہے "آوردہ اند کہ مریم با پسر و پسر عم خود یوسف

آیت "الی ربوہ ذات قرار و معین" ذکر ہے۔ (دائر معارف بستانی ج ۸ ص ۵۳۸ مادہ ربوہ دارالمعرفہ بیروت) نیز صاحب معجم البلدان یاقوت بن عبداللہ الحموی جس کا حوالہ بھی گزرا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد دمشق ہے دمشق کے پہاڑ کے دامن میں دنیا کی جنت نظیر جگہ ہے۔ اس کے نیچے دریا بردی ہے۔ یہ دریا ثوری پر ایک خوبصورت تاریخی مسجد کی شکل میں تعمیر شدہ ہے۔ اس کے اوپر دریا یزید بہتا ہے۔ جس کا پانی اس مسجد کے حوض میں گرتا ہے۔ اس مسجد کے ایک پہلو میں ایک گاٹی سی غار نما جگہ ہے۔ لوگوں کا خیال ہے کہ یہاں حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی ہے۔ جس کا قرآن مجید میں اس آیت کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔ (معجم البلدان ج ۳ ص ۲۶ دار صادر بیروت)

نہر بردی یا دریا بَردیٰ یہ دمشق کا سب سے بڑا مشہور دریا ہے۔ یہ دمشق سے کوئی پانچ میل دور قنوا نامی جگہ سے بعلبک کے نزدیک چشموں کے پانیوں سے بنتا ہے۔ اس کا کچھ پانی نہر یزید یا دریا یزید میں چلا جاتا ہے اسی طرح جب یہ دریا دمر نامی بستی کے پاس پہنچتا ہے تو اس کا پانی پھر تین حصوں میں بٹ جاتا ہے۔ یعنی دریا بردی کے شمال میں شمالی ثوری نامی دریا اور مغربی جانب باناس نامی دریا میں (معجم البلدان ج ۱ ص ۳۷۸) دریاؤں آبشاروں چشموں سرسبز شاداب مقامات کی بہتات یہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی جنم بھومی قرار پاتی ہے۔

ربوہ کا تحریفی پہلو:

ربوہ کا لفظ ہمیں دمشق سے پاکستان کے ضلع جھنگ تحصیل چنیوٹ کے قدیمی گاؤں "چک ڈھگیاں" جو کہ دریائے چناب کے شمالی کنارہ پر فیصل آباد سرگودھا روڈ پر واقع لے جاتا ہے۔ اس گاؤں کو آج "ربوہ" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کا اصلی نام کاغذات مال میں بدستور "ڈھگیاں" (چک ڈھگیاں) چلا آرہا ہے۔ اصلی نام کی جگہ یہ نقلی نام کی تبدیلی پاکستان بننے کے بعد ظہور پذیر ہوئی۔ جب گورنر موڈی نے اس چک کی زمین ۹۰ سالہ ٹھیکہ پر انجمن احمدیہ کو دی۔ تو قادیانی جماعت کے وڈیروں نے اس چک کا نام اپنی مذہبی مناسبت سے "ربوہ" رکھا۔ قرآنی لفظ کا بے جا استعمال تحریف قرآن کے زمرے میں آتا ہے۔ جو کہ کفر کی ناپاک سازش ہے جو کہ کفر کا وطیرہ چلا آتا ہے۔ جہاں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی جہاں انہوں نے اپنی تفسیر میں (جس کا پہلے ذکر ہوچکا ہے۔) آیت "الی ربوہ ذات قرار معین کے مین قادیانی نظریہ کشمیر کی تردید کی ہے۔ کہ ربوہ سے مراد کشمیر ہے۔ وہ اس ربوہ کی بھی تردید کرتے چونکہ یہ ربوہ بعد میں بنا جب وہ دنیا سے جا چکے تھے۔ لہٰذا انہیں تردید کا موقعہ نہ ملا۔

(ب) ربوہ سے مراد کشمیر:

مرزا بشیر الدین محمود اپنے قرآنی ترجمہ بعنوان تفسیر صغیر میں آیت و آوینا ھما کے تحت کیا ہے۔ کہ تاریخ سے ثابت ہے کہ یہ اونچی جگہ کشمیر تھی بائبل یہودیوں اور ہندوؤں کی تاریخ سے بہت سے حوالے اس کا تائید میں ملتے ہیں۔ قادیانی وڈیرے مرزا بشیر الدین کو مسلمانوں کی تاریخ سے کوئی حوالہ تو نہ مل سکا البتہ کند ھم جنس باہم جنس پرواز کے مصداق اپنی کفار برادری سے اس کے تائیدی حوالے لیے۔ پھر دیانت داری یہ کہ ایک حوالہ بھی تحریر میں نہ لا سکے۔ اس طرح قرآنی ترجمہ نگار مولوی محمد علی نے بھی اس آیت کے ذیل میں اپنی کتاب "بیان القرآن" میں مسلم مؤرخین مفسرین اور ترجمہ اور تفسیر نگاروں کی جملہ آراء کو جھٹک کر رکھ دیا۔ اور اپنے کشمیر کے نظریے کو پیش کرنے میں سعی لاحاصل کی۔ چنانچہ ملاحظہ ہو کتاب مذکورہ پر اس کا وضاحتی نوٹ (بیان القرآن ص

۹۴۵) کشمیر تو پرانی تحقیق ہے۔ اب ربوہ نام کی بستی پاکستان ضلع جھنگ کے نقشہ میں موجود ہے۔ تو اس کا مصداق قادیانیت کی نگاہ میں یہی وہ ربوہ ہے جو آیت میں مذکور ہے۔ اگر قادیانیت کو غیر مسلم قرار دینا ضروری تھا تو اس قرآنی اصطلاح اور لفظ کا تقدس اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کو بھی تبدیل ہونا چاہیے۔ اور اس کی جگہ چک ڈھگیاں اصل نام زبان خلق ہونا چاہیے۔ کفر اور مشعر بالکفر دونوں کا خاتمہ ضروری ہے۔ مسلمان علماء میں سے حضرت مولانا منظور احمد چنیوٹی دامت برکاتہم نے اس سلسلہ میں کافی کوشش کی ہے کہ اس (ربوہ) نام کو تبدیل کیا جائے۔ اور بلدیہ ربوہ نے اپنے ایک بل کے ذریعے اس تبدیلی کو پاس کر لیا ہے۔ مگر ہنوز عمل در آمد نہیں ہوا۔ یہ نقطہ ہمارے مطالعہ کا ایک حصہ تھا۔ جس کا ہم نے ذکر کر دیا ہے۔

حاصل بحث:

بحث کا حاصل یہ ہوا کہ واقعات اور حقائق کے تناظر میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش کی جگہ "بیت اللحم" ہے اور یہ جگہ ایک ٹیلہ ہے جیسا کہ الموسوعۃ الذھبیہ میں مذکور ہے۔ وہی تقع علی تلال تغطیہا مزارع الکروم والزیتون۔ یعنی یہ ٹیلہ ہے جس کے گردا گرد زیتون اور انگور کے کھیت ہیں اور اس کتاب میں بیت اللحم کی تعریف میں ذکر کیا ہے۔ وہی لیست بعیدۃ عن مدینۃ القدس لیست فی بیت اللحم سوی شارع واحد طویل یقود الی کنیسۃ المیلاد التی شیدت فی المکان الذی یعتقد ان المسیح ولد فیہ یعنی بیت اللحم Bythlehem قدس شہر سے زیادہ دور نہیں اور اس میں صرف ایک لمبی سڑک ہے۔ جو کہ میلاد نامی گرجا کی طرف جاتی تھی۔ جو اس جگہ تعمیر شدہ ہے جہاں عقیدہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کی پیدائش ہوئی۔ (الموسوعۃ الذھبیۃ ج ۳ ص ۲۳۲) اسی طرح مفسرین نے آیت فحملتہ فانتبذت بہ مکاناً قصیا (مریم ۲۲) یعنی حضرت عیسیٰ کی والدہ انہیں بوقت پیدائش ایک دور جگہ پر لے گئیں۔ کی نشان دہی بیت اللحم کی طرف کی ہے۔ جیسا کہ علامہ طنطاوی کا قول ہے بعیداً عن اہلہا ای اقصی الوادی وہو بیت اللحم یعنی اپنے گھر والوں سے دور وادی کے آخر یعنی بیت اللحم میں (الجواہر فی تفسیر القران الکریم للطنطاوی ج ۱۰ ص ۸) بیت اللحم کی پہلے ہم معجم البلدان کے حوالہ سے لکھ چکے ہیں کہ یہ دمشق اور بعلبک کے درمیان ہے یا بیت المقدس سے جبرین کی طرف ہے۔ یہ علاقہ فلسطین کا ہے۔ جیسا کہ مقبوضہ فلسطین کے اس جغرافیائی نقشہ سے واضح ہے۔ ذرا نقشہ ملاحظہ ہو۔ اس نقشہ کی رو سے جہاں مفسرین نے فلسطین رملہ، فلسطین بیت المقدس اور مصر کے اقوال درج کیے ہیں وہ سب اپنی اپنی جگہ درست ہیں یعنی اس سارے علاقہ پر فلسطین کی چھاپ ہے اور اس کے اندر یہ سب علاقے آجاتے ہیں۔ یہاں تک کہ دمشق بھی اس نقشہ میں شامل ہے۔ اور حضرت عیسیٰ کی رہائش شہر ناصرہ بھی اس میں ہے۔ جس کی وجہ سے آپ کو المسیح الناصری کہاجاتا ہے۔ لہذا اب تمام احتمالات اپنی اپنی جگہ پر درست ہیں باقی غیر مسلم قرآنی ترجمہ نگاروں نے جو" ربوہ "اس صفاتی نام سے کشمیر کا قول کیا ہے۔ حقائق اس کی نفی کرتے ہیں۔ اور اس صفاتی نام سے کسی شہر کا حقیقی نام رکھنا یہ تحریف قرآنی کا ایک عملی ثبوت ہے۔ جو کہ غیر مسلم کا داؤ پیچ ہے۔ جو متشابہ آیات سے اپنی تاویل باطل کی راہ ہموار کرتا ہے۔ جیسا کہ عیسائیوں نے وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ سے حضرت عیسیٰ کے ابن اللہ (اللہ کا بیٹا) کا دعوی کیا اور ان کی خدائیت کا قائل رہا۔ اور محکم آیت ان ہو الاعبد انعمنا علیہ کہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک بندہ ہیں اور رسولوں میں سے ایک رسول ہیں۔ اسی طرح غیر مسلم قادیانی فرقہ نے

بن ماثان دوازده سال در آن موضع بسر کردند۔" یعنی حضرت مریم اپنے لڑکے اور یوسف بن ماثان اپنے چچا کے صاحبزادہ کے ہمراہ ۱۲ سال اس جگہ پر رہے۔ (تفسیر حسینی قلمی ص ۶۶۰ محفوظ کتب خانہ جامعہ عربیہ چنیوٹ ضلع جھنگ)

(۱۱) جلالین نے تفسیر صاوی کے حوالہ سے یہی بات نقل کی ہے کہ آپ کی والدہ اس ٹیلہ پر لے گئیں اور یہاں ۱۲ سال رہیں اتنے میں وہ بادشاہ مر گیا۔ (جلالین کلاں حاشیہ ص: ۲۹۰)

(۱۲) مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی قصص القرآن میں جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حالات و واقعات پر تبصرہ فرماتے ہیں۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ کی جائے ولادت کی جگہ کو ٹیلہ (ربوہ) سے تعبیر کیا ہے۔ اور یہ وہ جگہ ہے کہ آپ کی والدہ پیدائش کے قریب بیت المقدس سے دور تقریباً ۹ میل کوہ سراۃ (ساعیر) کے ایک ٹیلہ پر چلی گئیں جو اب بیت اللحم کے نام سے مشہور ہے (قصص القرآن ج ۴ ص ۴۲) بیت اللحم کے متعلق صاحب معجم البلدان نے یہ توضیح کی ہے۔ بیت المقدس کے آس پاس ایک پُررونق جگہ ہے۔ یہاں ایک جگہ مہد عیسیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ اور اس کا محل وقوع بیت المقدس سے جبرین کی طرف ہے۔ جبرین بیت المقدس اور عسقلان کے درمیان ایک قلعہ ہے۔ اس کو عمرو بن العاص نے فتح کیا تھا اور اس کو اپنی جاگیر میں شامل فرمالیا۔ اس کا نام غلام کے نام پر عجلان رکھا۔ اور ایک روایت کے مطابق بیت اللحم دمشق اور بعلبک کے درمیان ایک بستی کا نام ہے۔ (معجم البلدان ص ۱۰۲ ج ۲) اسی ساعیر سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت کے ظہور کی پیشین گوئی سابقہ آسمانی کتابوں میں ہوئی۔ چنانچہ قصص القرآن میں مذکور ہے۔ توراۃ انجیل اپنی لفظی و معنوی تحریفات کے باوجود آج بھی چند بشارات کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھتی ہے۔ جو مسیح علیہ السلام کی آمد سے تعلق رکھتی ہیں۔ توارۃ استثناء میں ہے اور اس موسیٰ نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر (ساعیر) سے ان پر طلوع ہوا اور فاران کے پہاڑوں سے جلوہ گر ہوا۔ (باب ۳۳ آیت ۱۰) اس بشارت میں سینا ئے خدا کی آمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نبوت کی جانب اشارہ ہے اور ساعیر سے طلوع ہونا نبوت عیسیٰ علیہ السلام مراد ہے۔ کیونکہ ان کی ولادت باسعادت اسی پہاڑ کے ایک مقام بیت اللحم میں ہوئی۔ اور متی کی انجیل میں ہے۔ جب یسوع ہیرودس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت اللحم میں پیدا ہوا۔ (باب ۳ آیات ۱۔۶) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیت المقدس کی سرزمین ہے جسے الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین کہا گیا ہے۔

(۱۳) ابن کثیر نے تفسیر میں لفظ معین کی تشریح میں لکھا ہے کہ معین سے نہر جاری مراد ہے اور یہ اس نہر کا ذکر ہے حسن کو آیت قد جعل ربک تحتک سریا میں بیان کیا گیا ہے۔ اور ضحاک اور قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔ کہ الیٰ ربوۃ ذات قرار و معین سے بیت المقدس کی سرزمین مراد ہے اور یہی قول زیادہ ظاہر ہے۔ (قصص القرآن ص ۶۴ ج ۴)

(۱۴) جامعہ الملک عبدالعزیز مکہ مکرمہ کے نامور مفسر قرآن محمد علی الصابونی نے اپنی تفسیر صفوۃ التفاسیر میں آیت و آوینا ھما کے تحت ابن کثیر سے موافقت کی ہے وہ کہتے ہیں ای و جعلنا منزلھما وماواھما الی مکان مرتفع من ارض بیت المقدس (صفوۃ التفاسیر ص ۳۱۰ ج ۲) یعنی ان دونوں کی جائے رہائش اور ان کا ٹھکانہ بیت المقدس کی اونچی زمین پر بنائی۔ اور ذات قرار و معین ای مستویۃ یستقر علیھا و ماء جار ظاہر للعیون قال الرازی: القرار: المستقر کل ارض مستویہ مبسوطۃ والمعین، الماء الظاھر الجاری علی الارض و عن قتادہ ذات ثمار وماء یعنی انہ لاجل الثمار یستقر فیھا ساکنوہ۔ یعنی ذات قرار و معین سے مراد ہموار زمین اور پانی کا چل چلاؤ آنکھوں سے دکھائی دے رہا ہو۔ امام رازی کے حوالہ سے، قرار سے مراد ہموار زمین ہے۔ اور معین سے مراد، زمین پر چلتا ہوا پانی اور قتادہ کے نزدیک پانی کے ساتھ پھلی ہوئی۔ کیونکہ

پانی اور پھلوں کی وجہ سے لوگوں کا وہاں رہائش پذیر رہنا ممکن ہوگا۔ (صفوۃ التفاسیر سابقہ حوالہ)

راویت تطبیق:

اس توضیح نے توماں بیٹے (یعنی عیسی اور ان کی والدہ) کی رہائش گاہ اور ٹھکانے کو ایک سبز و شاداب جگہ کو قرار دیا ہے۔ جہاں زندگی کی ضروریات خوب ہوں اور جنت نظر جگہ ہو۔ صاحب معجم البلدان اس کو دمشق قرار دیتے ہیں (جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے) بیت اللحم دمشق اور بعلبک کے درمیان واقع ہے۔ اگر آپ کی پیدائش بیت اللحم میں ہوئی ہو تو دمشق سے ملحقہ ہونے کی وجہ سے اس کو دمشق کہہ دیا جائے تو عین ممکن ہے پھر صاحب معجم البلدان کے بقول کہ بیت المقدس کے آس پاس ایک جگہ "مہد عیسیٰ" سے مشہور ہے۔ اس جگہ کو اگر دمشق میں شامل کر لیا جائے تو یہ عین ممکن ہے۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ کو دمشق سے خاص مناسبت ہے۔ کہ قرب قیامت وہ دمشق کی جامع مسجد کے شرقی مینارہ پر نزول فرمائیں گے۔ تو اس مناسبت سے آپ کی پیدائش جو کہ بیت المقدس کے قریب کوہ ساعیر پر دمشق کا اطلاق کر دیا جائے تو یہ بھی خلاف قیاس نہیں۔ چونکہ قرآن پاک نے خود اس کو مطلق چھوڑا ہے مقید نہیں کیا اس لئے اس کو ایک جگہ سے مقید تو نہیں کیا جاسکتا۔ اب ربوہ سے مراد روایات کی روشنی میں حضرت عیسیٰ کی جائے پیدائش کو لینا زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اگلے زمانہ کے تغیرات کے بموجب آپ نے جو مختلف جگہوں پر سکونت اختیار کی ہو تو یہ معجزاتی رنگت اختیار نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالی نے جس خصوصیت سے بطور انعام جس جز کا آیت شریفہ میں بیان کیا وہ حضرت عیسی کے زمانہ حمل سے لیکر زمانہ ولادت تک کے واقعات کا احاطہ اور محافظت دنیا پر ظہور پذیر ہونا ہے۔ اس مذکور بالا قول کی تائید مفسر قرآن علامہ شبیر احمد عثمانی کے تفسیری وضاحتی نوٹ سے ہوتی ہے۔ جو انہوں نے آیت الی ربوہ ذات قرار و معین کے زیر فائدہ نمبر ۱۲ تفسیر کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں شاید یہ وہی ٹیلہ یا اونچی زمین ہو جہاں وضع حمل کے وقت حضرت مریم تشریف رکھتی تھیں۔ چنانچہ سورۃ مریم کی آیت " فناداہا من تحتہا دلالت کرتی ہے کہ وہ بلند جگہ تھی نیچے چشمہ یا نہر بہہ رہی تھی۔ اور کھجور کا درخت نزدیک تھا لیکن عموماً مفسرین لکھتے ہیں کہ یہ حضرت مسیح کے بچپن کا (پھر ہیرودس وغیرہ کا واقعہ نقل کیا) مزید آگے لکھتے ہیں بعض نے ربوہ (اونچی جگہ) سے مراد شام یا فلسطین لیا ہے اور کچھ بعید نہیں کہ جس ٹیلہ پر ولادت کے وقت موجود تھیں وہیں اس خطرہ کے وقت بھی پناہ دی گئی ہو۔ (تفسیر عثمانی ص ۴۴۵۹ حاشیہ فائدہ نمبر ۱۲)

اس جائے ولادت کی تصویر کشی کرتے ہوئے ابن بطوطہ کے حوالہ سے دائرہ معارف بُستانی نے ربوہ Rabwah عنوان کے تحت یہ عندیہ دیا ہے "جبل قاس کے آخر پر حضرت مسیح علیہ السلام اور آپ کی والدہ کی رہائش گاہ کی جگہ ہے۔ اور یہ جگہ دنیا کی تمام حسین جگہوں سے زیادہ حسین سیر گاہ ہے۔ اس میں خوب صورت پختہ محلات عمارتیں اور عجیب و غریب باغات ہیں اور حضرت عیسیٰ کی رہائش گاہ کی جگہ اس میں ایک چھوٹی غار نما جگہ ہے۔ اس کے سامنے حضرت خضر کا مصلی ہے پھر مزید یاقوت حموی کے حوالہ سے آبی گزرگاہوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ جگہ شمالی دمشق جبل قاس کے پہلو میں ہے۔ اس کے نیچے بردی دریا بہتا ہے۔ اور یہ جگہ ایک اونچی مسجد کی شکل میں دریا ثوری پر ہے۔ اس جگہ سے اوپر دریاء یزید گزرتا ہے۔ اس کا پانی مسجد کے حوض میں گرتا ہے اس مسجد کے ایک کونہ میں ایک چھوٹی غار نما جگہ ہے جس کے متعلق خیال کیا جاتا ہے کہ یہی وہ جگہ ہے جس کا

(بقیہ ص ۸ پر)

ضیاء الدین لاہوری

سرسید کے شیدائی مصنفین میں تحریف کا شوق

ہمارے بعض قلم کار جب مطالعے کے بغیر انشاء پرداز یا محقق بننے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کی تحریروں میں تضاد کا عنصر جنم لیتا ہے۔ انہیں خود بھی اس کا احساس ہوتا ہے اس لئے وہ قاری کے متوقع تاثر کو زائل کرنے کے لئے اوٹ پٹانگ توجیہات سے کام چلانے کی کوشش کرتے ہیں اس طرح اندھوں میں کانا راجہ کے مصداق وہ حقائق سے ناواقف قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونک کر انہیں اپنا ہم خیال تو بنا لیتے ہیں مگر اپنے طرز عمل سے قوم میں غیر حقیقی رویے پیدا کرنے کی قباحت کو تقویت بخشتے ہیں۔ ایک طبقہ وہ ہے جس کا تھوڑا بہت مطالعہ تو ہوتا ہے مگر اس کی سوچ اور فکر محدود ہوتی ہے جب اسے مصنف بننے کا شوق چراتا ہے تو وہ اس تضاد کو دور کرنے کے لئے حقائق کو بدلنے کی کوشش کرتا ہے واقعات کے برعکس انداز میں بیان کرتا ہے۔ حوالوں کی تحریروں میں تحریف کرتا ہے اور اس طرح قوم کو بددیانتی کا درس دیتا ہے یہ کام چھوٹے موٹے قلم کار ہی نہیں کرتے بلکہ نامور مصنفین کی تحریروں میں بھی عنصر پایا جاتا ہے۔ اور جب انہیں اس تضاد یا تحریف کی نشان دہی کی جاتی ہے تو اس طبقے کے لوگ بھڑوں کے چھتے کی مانند ایسا کرنے والوں کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

سرسید احمد خان ان شخصیات میں سے ہیں جو انتقال کے بعد اپنے ہی پرستاروں کا تختہ مشق بن گئے۔ انہیں کیا پتہ تھا کہ ان کے شیدائی ان کے ساتھ ایسا مذاق کریں گے کہ انہوں نے زندگی بھر ایک خاص نصب العین اپنائے رکھا۔ اس کے بیان میں وہ ان کی حقیقی تصویر کا حلیہ بگاڑ کر رکھ دیں گے۔ سرسید کے افکار و نظریات ہمیں پسند ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ حقیقت ہے کہ وہ ان پر نہایت خلوص کے ساتھ کاربند رہے۔ ہر شخص کو حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنے نظریے کے مطابق ان کے افعال و کردار سے اتفاق یا اختلاف کرے۔ ان کے کاموں کو اچھا یا برا سمجھنا افراد کا اپنا معاملہ ہے۔ لیکن بہر حال تسلیم کرنا پڑے گا کہ انہوں نے جو کچھ کہا اس کا اعتراف کبھی مجالس میں برسر عام کیا اور اس پر فخر کا اظہار کیا۔ اس معاملے میں ان کی تحریریں تاریخی ریکارڈ کا درجہ رکھتی ہیں۔ اس کے برعکس ان کے شیدائی اپنے ممدوح کی بیان کردہ مستند روایات پر حسب منشاء رنگ چڑھا کر حقائق کو مسخ کرتے ہیں اور نیا ریکارڈ ترتیب دیتے ہیں۔

ہمارے ملک کی ایک محترم خاتون اہل قلم سیدہ فاطمہ بریلوی کی کتاب "۵۷ کے ہیرو" میں حضرت محل، جنرل بخت خان اور جنرل محمود خان کے حالات تحریر کیئے گئے ہیں۔ محترمہ مصنفہ نے مؤخرالذکر شخصیت کے ذکر میں سرسید احمد خان کی تصنیف "سرکشی ضلع بجنور" کو تمام تذکرہ نگاروں کا ماخذ بتایا ہے۔ خود انہوں نے متعدد مقامات پر اس کتاب کے حوالے دیئے ہیں مگر نہایت تعجب کی بات ہے کہ جس کتاب کا مقدمہ معروف مصنف پروفیسر رشید احمد صدیقی سے لکھوایا گیا ہو اور انہوں نے اس کے مضامین کی تحسین کی ہو اس میں سرسید جیسی نامور شخصیت کی تصنیف سے حوالوں کی تحریروں میں کھلی تحریف موجود ہو۔ حوالے کی تحریریں باریک قلم کے ساتھ

کتابت کی گئی ہیں۔ اور انہیں سکیرٹ کر اگک بیروں کی صورت میں بھی دی گئی ہے۔ اس انداز سے یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ حوالوں کے الفاظ اصل ماخذ سے ہو بہو نقل کئے گئے ہیں۔ مگر یہاں اکثر تحریریں اپنے الفاظ میں بیان کی گئی ہیں جس سے کئی ایک میں اصل مفہوم سے بالکل متضاد تاثر پیدا ہوتا ہے۔ ایسے حوالوں کے ساتھ اکثر صفحات نمبر نہیں بتائے گئے۔ جس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اس کا مقصد قاری کو تصدیق کے لئے اصل حوالے سے دور رکھنا۔ یا پھر یہ تمام کارروائی سرسید کی شخصیت کو تنقید سے بچانے کے لئے کی گئی ہو۔ چند نکات درج ذیل ہیں۔

سرسید کی خفیہ خط و کتابت:

کتاب میں سرسید کی ایک تحریر کے الفاظ اس طرح نقل کئے گئے ہیں:

"در حقیقت خفیہ خط و کتابت جان کرافٹ ولسن بہادر سے تھی" (ص ۱۲۵) سرکشی ضلع بجنور سے نقل کئے گئے اس فقرے میں ایک خاص مقصد کے تحت صیغہ متکلم کا لفظ "ہماری" حذف کر دیا گیا ہے جس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ سرسید کے ایک ساتھی ڈپٹی رحمت خان، جسے مصنفہ نے چند سطور قبل "انگریزوں کے پٹھو" کا لقب دیا۔ اس کی انگریزوں سے خفیہ خط و کتاب تھی۔ اگر اصل فقرہ مکمل ہو تو وہ اس وقت تک بے معنی معلوم ہوتا ہے جب تک کہ اس کا پس منظر نہ بیان کیا جائے۔ اتفاق سے اس فقرے سے قبل کی چند مسلسل سطور سرسید ہی کی زبانی اس کی وضاحت بیان کر رہی ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے:

منیر خان جہادی نے بجنور میں بہت غلغلہ مچایا اور مجھ صدر امین اور رحمت خان صاحب ڈپٹی کلکٹر اور میر سید تراب علی تحصیل دار بجنور پر یہ الزام لگایا کہ اپنوں سے سازش اور خط و کتابت رکھتے ہیں اس لئے ان کا قتل واجب ہے اور در حقیقت ہماری خفیہ خط و کتابت جناب مسٹر جان کری کرافٹ ولسن صاحب بہادر سے جاری تھی۔ ص ۳۷

اس عبارت میں سرسید نے اپنے ہمراہ دو ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی خفیہ خط و کتابت کا اعتراف کیا ہے مگر ستم کی انتہا دیکھیئے کہ "لاتقربو الصلوۃ" کی مانند فقروں کا ایک حصہ پیش کرنے اور اس میں سے بھی لفظ "ہماری" کو غائب کر دینے سے مفہوم کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا گیا۔

انگریزوں کے پٹھو:

محترمہ مصنفہ نے ڈپٹی رحمت خان کو انگریزوں کا پٹھو تو قرار دیا مگر ان کے رفیق اعلی سرسید کا ذکر گول کر گئیں۔ ضلع بجنور کے مجسٹریٹ کلکٹر کی رپورٹ نمبر ۵۶ مورخہ ۵ جون ۱۸۵۸ء متذکرہ بالا تینوں اصحاب کے ذکر پر مبنی ہے اس کی دفعہ ۱۵ کا متعلقہ اقتباس حقیقت حال کی یوں وضاحت کرتا ہے:۔

"ان تینوں صاحب نے سرکار کی بہت خیر خواہی کی۔ اگر ہم ان میں سے کسی کی زیادہ تر توصیف کریں تو نسبت سید احمد خان کی ہی کر سکتے ہیں۔ کس واسطے کہ یہ صاحب بہت دانا ہیں ان کی خیر خواہی ایسی جاں فشانی سے ہوئی کہ اس سے زیادہ ہرگز ممکن نہیں۔ (لائل محمڈنز آف انڈیا، حصہ اول ص ۲۵)

مسلمانوں کو مروانے والے سرسید:

بجنور کے ہندو چودھریوں کی مسلم کشی کا ذکر کرتے ہوئے محترمہ سرسید کی ایک تحریر اس طرح درج کرتی ہے۔

"چاند پور میں اس سے زیادہ مصیبت دیکھنی تھی۔ جب وہاں پہنچے اور مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ تو صدھا آدمی گنڈاسہ، تلوار، بندوقیں لے کر چڑھ آئے اور سب بلوائی پکار پکار کر کہہ رہے تھے کہ چودھریوں نے سازش کر کے مسلمانوں کو مروادیا۔ مسلمانوں کو ذبح کرایا، ہم زندہ نہ چھوڑیں گے۔ (ص ۱۲۷)

اس عبارت میں بھی صیغہ متکلم کے الفاظ حذف کر کے مفہوم کو الٹ دیا گیا ہے اس کے علاوہ سرسید کی اصل عبارت میں لفظ چودھریوں کے بعد "سے" تحریر ہے جسے "نے" میں بدل دیا گیا ہے جس سے یہ تاثر دیا گیا ہے کہ یہ سب کچھ ہندو چودھریوں کے ساتھ ہوا کیونکہ انہوں نے سازش کر کے مسلمانوں کو مروا دیا حالانکہ یہ ساری کیفیت سرسید نے اپنے متعلق تحریر کی ہے۔ دراصل متذکرہ بالا عبارت سرسید کی کتاب کے دو مختلف صفحات سے چند فقرے منتخب کر کے مختصر طور پر ملتے جلتے انداز میں تشکیل دی گئی ہے۔ تفصیلات میں پڑے بغیر صرف انہی فقرات کی اصل عبارت درج کی جاتی ہے جس سے اصل مفہوم واضح ہوتا ہے سرسید لکھتے ہیں۔ "چاند پور میں اس سے زیادہ مصیبت ہماری قسمت میں لکھی تھی کہ جب ہم قریب دروازہ چاند پور کے پہنچے اور بدمعاشان مسلمانان چاند پور کو ہمارے آنے کی خبر ہوئی، دفعتاً محلہ بتیا پارہ میں ڈھول ہوا اور صدھا آدمی تلوار اور گنڈاسہ اور طمانچہ اور بندوق لے کر ہم پر چڑھ آئے۔۔۔۔ سب بلوائی پکار پکار کر کہتے تھے کہ چودھریوں سے سازش کر کے نگینہ میں مسلمانوں کو مروا دیا اور لوگوں کی جورو بیٹی کی بے عزتی کروائی اور ہلاور میں اپنے سامنے مسلمانوں کو ذبح کروادیا، اب ہم زندہ نہ چھوڑیں گے۔ (ص ۱۰۴، ۱۰۶)

محترمہ مصنفہ سرکشی ضلع بجنور کے حوالے سے تحریر کرتی ہیں کہ سرسید لکھتے ہیں لوگوں کو عبرت ناک سبق دینے کے لئے نجیب آباد میں بھی اپنے مظالم کا اعادہ کیا گیا جو بقیہ ہندوستان پر توڑے جا رہے تھے۔ ۱۹ اپریل ۱۸۵۸ء کو محمود خان کے چھوٹے بھائی جلال الدین خان اور سعد اللہ خان کو نور پور میں پھانسی دی گئی اور ان کا دیوان خانہ بارود سے اڑادیا گیا۔

اس عبارت کا دوسرا حصہ تو اصل کتاب کے ص ۱۳۶ سے اخذ کر کے اپنے الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے مگر حصہ اول کو سرسید سے غلط طور پر منسوب کر دیا گیا ہے۔ سرسید کی ہزارہا صفحات پر پھیلی ہوئی زندگی بھر کی تحریروں میں یہ فقرہ موجود نہیں اور نہ ان کی کسی تحریر سے اس قسم کا مفہوم برآمد ہوتا ہے۔ یہ بات اس لئے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ وہ ان خیالات کے حامل ہی نہیں تھے بلکہ اس کے برعکس ہمیشہ باغیوں کو ظالم قرار دیتے رہے انہوں نے مصنفہ کے ممدوح جنرل محمود خان تک کو اس کتاب میں ظالم تحریر کیا۔ (ص ۶۱)

محمود خان سے تعلقات

یہ تو تھیں تحریف کی باتیں۔ ایک صاحب علم جب محترمہ کے متذکرہ مضمون کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہے کہ انہیں سرسید کی تصنیف سرکشی ضلع بجنور دیکھنے کی بھی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے متذکرہ بالا حوالے غالباً سرسید کے کسی اور شیدائی کی کتاب یا تصنیف سے لے کر نقل کروائے۔ اگر انہوں نے اصل کتابوں کا مطالعہ کیا ہوتا تو ممکن ہی نہ تھا کہ وہ حقائق کے برخلاف واقعات بیان کرتیں۔ مثال کے طور پر وہ تحریر کرتی ہیں۔

"خود سرسید بھی ہوا کا رخ پلٹتے ہی جنرل صاحب کے موافقین میں شامل ہو کر ان کی خیر خواہی کا دم بھرنے لگے۔
(ص ۱۲۱، طبع ۱۹۵۶ء)

حالانکہ سرسید نے اپنی کتاب میں محمود خان کے ساتھ اپنے تعلقات پر تفصیل سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ انہوں نے کس طرح اس کے ساتھ عملی طور پر مکمل عدم تعاون کیا جس سے وہ سخت ناراض ہوا۔ سرسید مصنفہ محترمہ کے ممدوح جنرل محمود خان کا ذکر جا بجا نفرت کے جذبات کے تحت " نا محمود خان" کے الفاظ سے کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اپنے عدم تعاون کی تفصیل اس طرح بیان کرتے ہیں۔

"میں نے اور سید تراب علی تحصیل دار اور پنڈت رادھا کشن ڈپٹی انسپکٹر نے باہم مشورہ کیا اور آپس کی ایک کمیٹی بنائی اور یہ تجویز کی کہ ہم میں سے کوئی شخص کوئی کام نہ کرے جب تک کہ باہم کمیٹی کے اس کی اصلاح نہ ہو۔ چنانچہ اسی وقت کام کرنے کے بارے میں یہ رائے ٹھہری کہ میر سید تراب علی تحصیل دار بجنور جو ضروری حکم نواب (محمود خان) کا پہنچے اس کو لاچار تعمیل کریں اور باقی احکام سب ملتوی پڑے رہنے دیں اور باقی مال گزاری بجز اس قدر روپیہ کے جس سے تنخواہ عملہ تحصیل و تھانہ تقسیم ہو جائے اور کچھ وصول نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بخشی رام تحویل دار کی معرفت کہ وہ بھی خیر خواہ سرکار اور ہم راز تھا۔ جو کال گزار آیا اس کی فہمائش کی گئی کہ روپیہ مت دے۔ اس تساہلِ تحصیل سے نواب ناراض ہوا اور احکام سخت بھیجنے لگا اور کلمات نا ملائم پروانہ جات میں تحریر ہونے لگے۔ اور نسبت اجرائے کار دیوانی یہ رائے ٹھہری کہ جب تک ہو سکے میں صدر امین بموجب آئین سرکار دولت مدار انگریزی کام کرتا ہوں اور کسی طرح کا تعلق نواب سے اس کا کام نہ رکھوں۔ چنانچہ مجھ صدر امین نے ایسا ہی کیا اور جو روبکاریاں اور رپورٹیں قابل ارسال بحضور جناب صاحب جج بہادر تھیں ان میں علی الاعلان کچہری میں بھی حکم تحریر ہوتا رہا کہ بحضور جناب صاحب جج بہادر بھیجی جائیں اس میں فائدہ یہ تھا کہ عوام یہ سمجھتے تھے کہ حکام انگریزی کا تسلط بدستور ہے۔ البتہ نواب کو یہ امر بہت ناگوار تھا اور ایسی باتوں سے اس کی دشمنی ہمارے ساتھ زیادہ ہوتی جاتی تھی مگر ہم کو توقع تھی کہ ہمارے حکام بہت جلد پھر ضلع میں تشریف لاتے ہیں (ص ۳۲) پھر محمود خان نے سرسید کو بلا کر لالچ سے رام کرنے کی کوشش کی مگر سرسید نے صاف الفاظ میں اس کے ساتھ تعاون سے انکار کر دیا۔ اس موقع کا ذکر کرتے ہوئے سرسید لکھتے ہیں۔

"نا محمود خان نے رات کے وقت مجھ صدر امین کو اپنے پاس بلایا اور نا محمود خان اور احمد اللہ خان نے تخلیہ میں مجھ سے کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے ساتھ شریک ہو جاؤ اور تم ہم سے ہمارے ساتھ شریک ہونے پر حلف کرو اور جو جاگیر چاہو نسلاً بعد نسل اب ہم سے ٹھہرالو اور ہم سے حلف لو کہ ہم ہمیشہ وہ جاگیر بحال رکھیں گے اول تو مجھ کو بڑا ڈرائیور ہوا کہ کیا جواب دوں۔ پھر میں نے اپنے دل کو اسی بات پر مستقیم کیا کہ سچی اور سیدھی بات کہنی ہر وقت اچھی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ نواب صاحب میں اس بات پر حلف کر سکتا ہوں کہ میں ہر حال میں تمہارا خیر خواہ رہوں گا اور کسی وقت تمہاری بد خواہی نہ کروں گا۔ الا اگر تمہارا ارادہ ملک گیری اور انگریزوں سے لڑنے اور مقابلہ کرنے کا دعویٰ ہے تو میں تمہارے شریک نہیں ہوں۔ اور میں نے کہا گیا کہ خدا کی قسم نواب صاحب، میں صرف

تمہاری خیر خواہی سے کہتا ہوں کہ تم اس ارادہ کو دل سے نکال دو۔ حکام انگریزی کے سوا کوئی عمل داری ہندوستان میں نہ کر سکے گا۔ اور میں نے کہا کہ تم اطاعت سرکار اپنے ہاتھ سے مت دو اگر بالخصوص انگریز جاتے رہے، جیسا کہ تمہارا خیال ہے، تو تم نواب بنے بنائے ہو۔ تمہاری نوابی کوئی نہیں چھینتا اور اگر یہ خیال سچ نکلا تو تم خیر خواہ سرکار ہو گئے اور سرکار کی طرف سے تمہاری ترقی اور بہت قدر ہو گی اور اگر تم مجھ کو انتظام ملک میں شریک کیا چاہتے ہو تو جناب صاحب کلکٹر بہادر سے اجازت مانگ لو اور یہ اقرار کر لو کہ کوئی کام نہیں کرنے کے جب تک پہلے اس کی منظوری جناب صاحب کلکٹر بہادر سے حاصل نہ کر لیں۔ اگر نا محمود خان میں عقل ہوتی تو سمجھتا کہ یہ سب باتیں اس کی بھلائی کی تھیں مگر چونکہ جبلت اس کی بدی پر تھی، وہ ان باتوں سے ناراض ہوا اور چیں بہ جبیں ہو کر مجھ کو رخصت کر دیا اور ہر طرح ہماری دشمنی کے درپے ہو گیا اور جان لیا کہ یہ لوگ رفاقت سرکار انگریزی سے باز نہ آئیں گے۔ پھر ہم پر زیادہ تر زیادتی شروع کی۔ میرے خاص رہنے کے مکان کو بہ جبر مجھ سے چھین لیا اور اپنی فوج کے افسروں کو دے دیا۔ جو اسباب میرا اس میں بند تھا وہ سب فوج والوں نے لے لیا۔ سید تراب علی تحصیل دار کا گھوڑا بہ تعیناتی تیس سپاہیوں کے بہ جبر چھپا لیا اور ہر طرح سے درپے ہمارے آزار کے ہو گیا۔ ہم دن رات اس فکر میں تھے کہ کس طرح نواب کے پنجہ سے نکل جائیں مگر ممکن نہ تھا(ص ۳۴،۳۵) حالات یہاں تک مخدوش ہوئے کہ جب محمود خان نے ایک بار چودھریوں سے شکست کھانے کے بعد دوبارہ بجنور پر چڑھائی کی تو سرسید اس سے اپنی جان بچانے کے لئے وہاں سے بھاگے چاند پور کا واقعہ اسی فرار میں پیش آیا تھا۔

فون بستانِ عائشہ: 511356 فون مدرسہ: 511961

مدرسہ بستانِ عائشہ

طالبات کی دینی تعلیم و تربیت کی عظیم درسگاہ

میں دو نئی درسگاہیں زیر تعمیر ہیں اہلِ خیر سے التماس ہے کہ اس کارِ خیر کی تکمیل کے لئے فوری طور پر اپنے عطیات ارسال فرمائیں (جزاکم اللہ تعالیٰ)

ترسیل زر کے لئے:

بذریعہ منی آرڈر: سید عطاء المحسن بخاری، دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان

بذریعہ بینک ڈرافٹ یا چیک: سید عطاء المحسن بخاری اکاؤنٹ نمبر 29932 حبیب بینک حسین آگاہی ملتان

کاروانِ احرار منزل بہ منزل

ابن امیر شریعت، قائد احرار، سید عطاء المحسن بخاری
حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور مولانا محمد اسحٰق سلیمی کا اجتماعات
احرار ضلع رحیم یار خان سے خطاب

گزشتہ ماہ مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے زیر اہتمام پینتیسویں سالانہ اجتماعات احرار کا انعقاد کیا گیا۔ یہ سترہ روزہ اجتماعات ۲۶ نومبر ۹۷ء سے شروع ہو کر ۱۳ دسمبر ۱۹۹۷ء کو اختتام پذیر ہوئے۔ مجلس احرار اسلام ضلع رحیم یار خان کے رہنماؤں محترم چودھری گلزار احمد، صوفی محمد اسحٰق، مرزا عبدالقیوم بیگ، چودھری بشارت علی، مولانا ابو معاویہ فقیر اللہ، مولوی بلال احمد، حافظ محمد عباس، مرزا محمد واصف، حافظ محمد اشرف، محمود شاکر، اصغر علی اور قاری ظہور رحیم نے ان اجتماعات کو ہر اعتبار سے کامیاب بنانے کیلئے انتھک محنت کی۔

جن علاقوں میں یہ تبلیغی و اصلاحی اجتماعات منعقد ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ چوک رازی خانپور، بدلی شریف، غازی پور، بستی اسلام آباد، قیصر چوہان، بستی مولویاں، مسجد ختم نبوت صادق آباد، چاہ رانجھے والا، بستی درخواست، بستی خانواہ، بستی نوحانیاں، چک نمبر ۱۲ خانپور، چک نمبر ۱۴، خانپور، مرکزی جامع مسجد قادریہ رحیم یار خان شہر، بستی سیجہ خانپور اور اوچ شریف۔

قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری مدظلہ، حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری اور مولانا محمد اسحٰق سلیمی نے ان اجتماعات میں خطاب کیا جبکہ حافظ محمد اکرم صاحب نے نعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سنا کر سامعین کے قلوب کو منور کیا۔

احرار رہنماؤں نے عقیدۂ توحید، منصب ختم نبوت، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، سیرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ملک کی تازہ ترین سیاسی و اقتصادی صورت حال پر مفصل گفتگو فرمائی۔

مجلس احرار اسلام کے رہنما ملک بھر میں تبلیغ دین کا فریضہ پوری قوت و استقامت کے ساتھ ادا کر رہے ہیں اور ان اجتماعات کے انعقاد سے مسلمانوں کے عقائد وافکار کی اصلاح بھی ہوتی ہے۔ الحمد للہ

علاوہ ازیں حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم نے لیاقت پور اور احمد پور شرقیہ میں

قاری ظہور رحیم صاحب، رانا محمد اسلم صاحب، سید محمد ارشد بخاری ایڈووکیٹ، محمد جاوید خان اور دیگر کارکنان احرار سے انفرادی ملاقاتیں کیں اور انہیں تنظیمی کارکردگی مزید بہتر بنانے کی تاکید بھی فرمائی۔

حضرت پیر جی مدظلہ مدرسہ مخزن العلوم خانپور میں بھی تشریف لے گئے۔ حضرت مولانا فضل الرحمن درخواستی کے علاوہ مدرسہ کے اساتذہ و طلباء نے حضرت سے ملاقات کی اور نہایت اکرام فرمایا۔

حضرت قائد احرار سید عطاء المحسن بخاری دامت برکاتہم بہاولپور گھلواں بھی تشریف لے گئے۔ یہاں حضرت حاجی پیر بخش صاحب مرحوم کے خاندان کے افراد سے حضرت نے ملاقات کی اور انہیں جماعت کی دینی خدمات میں تعاون کی تلقین فرمائی۔ یہ خاندان تقسیم ہند سے قبل ہی حضرت امیر شریعت رحمہ اللہ کی محبتوں کا اسیر ہوا اور ہمیشہ ان کا میزبان رہا۔ آج بھی یہ خاندان اس علاقہ میں خاندانِ امیر شریعت کا میزبان و معاون ہے۔

الحمدللہ ان اجتماعات میں بہت کامیابیاں حاصل ہوئیں، اللہ تعالیٰ ہماری یہ محنت قبول فرمائے (آمین) احرار رہنماؤں کے تبلیغی اسفار مسلسل جاری ہیں۔

حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ، بھل ضلع بھکر، گوجرانوالہ، پسرور اور لاہور بھی تشریف لے گئے۔ تنظیمی صورت حال کا جائزہ لیا اور مقامی قیادت کو ہدایات دیں۔

ماہنامہ نقیبِ ختم نبوت کے مدیر سید محمد کفیل بخاری نے کنڈ احمد حسن (ضلع لودھراں) موضع عزیز قہم (ضلع وھاڑی) اور مدرسہ معمورہ، موضع چھینہ ضلع وہاڑی میں مختلف اجتماعات سے خطاب کیا جبکہ ۲۸ نومبر کو ملتان میں ابن قاسم باغ قلعہ کہنہ پر سپاہ صحابہ پاکستان کے ایک بہت بڑے اجتماع سے خطاب کیا۔

مرکزی احرار رہنما مولانا محمد اسحٰق سلیمی اور جناب عبداللطیف خالد چیمہ نے لاہور کا تین روزہ دورہ کیا۔ اپنے قیام کے دوران احرار رہنماؤں نے مختلف احباب سے ملاقاتیں کیں اور تنظیمی صورت حال کا جائزہ لے کر کارکنوں کو ہدایات دیں۔ دونوں رہنماؤں نے دفتر احرار میں ہی قیام کیا اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے احباب سے ملاقاتیں کیں۔ احرار رہنماؤں نے قادیانیوں کی "میڈیا وار" کا بھی جائزہ لیا اور جوابی کارروائی کے لئے منظم منصوبہ بندی بھی طے کی۔

مسافران عدم

محترم شاہد صدیق چوہان رحمۃ اللہ علیہ:

مجلسِ احرار اسلام کے معاون اور جانشینِ امیرِ شریعت حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ کے رفیق و معتمد جناب ابومعاویہ شاہد صدیق چوہان ۴/دسمبر بروز جمعرات مظفر گڑھ میں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے۔

مرحوم اعلیٰ تعلیم یافتہ، وسیع المطالعہ، راسخ العقیدہ، بذلہ سنج، خوش اخلاق اور اعلیٰ شعری و ادبی ذوق رکھنے والے انسان تھے۔ حضرت ابوذر بخاری رحمہ اللہ کی بے شمار تقاریر ٹیپ ریکارڈر سے کاغذ پر منتقل کیں اور ان میں سے کئی تقریریں پندرہ روزہ "الاحرار" لاہور اور "طلوعِ سحر" (خطباتِ ابوذر) میں شائع ہو چکی ہیں۔

مرحوم کی وصیت کے مطابق حضرت ابنِ امیرِ شریعت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ نے ۵/دسمبر بعد نمازِ جمعہ دھاڑی میں ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور مغفرت کی دعاؤں کے ساتھ اللہ کے سپرد کر دیا۔

آپ کے پسماندگان میں ایک بیوہ، دو بیٹے (محمد معاویہ، محمد مغیرہ) اور ایک بیٹی ہیں۔ جبکہ محترم ساجد انصاری، محترم پروفیسر عابد صدیق اور محترم زاھد صاحب آپ کے بھائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے، خطاؤں کو درگزر فرمائے اور حسنات قبول فرمائے (آمین) خاندانِ امیرِ شریعت، مجلسِ احرار اسلام کے تمام اراکین اور ادارہ نقیبِ ختمِ نبوت کے تمام اراکین مرحوم کی مغفرت کے لئے دعا گو ہیں اور پسماندگان کے غم میں شریک ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے لئے صبر کی دعاء کرتے ہیں۔

○ ڈاکٹر محمد طاہر صاحب (طائف، سعودی عرب) کے والد ماجد کی رحلت:

ہمارے بہت ہی کرم فرما محترم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب کے والد ماجد گزشتہ ماہ انتقال کر گئے۔ ہم ڈاکٹر صاحب کے غم میں شریک ہیں۔ اور ان کے والد مرحوم کی مغفرت و بلندی درجات کی دعاء کرتے ہیں۔

○ مجلس احرار اسلام چکڑالہ (ضلع میانوالی) کے ناظم جناب ماسٹر محمد خالد، محمد فاروق کے والد ماجد، مہر شاہ گزشتہ دنوں رحلت فرما گئے۔

○ حضرت ماسٹر عبدالرحمن صاحب مرحوم لدھیانوی کے بڑے فرزند حاجی ماسٹر سعید الرحمن لدھیانوی ۳ اگست ۹۷ء اتوار، شام پونے سات بجے انتقال کر گئے۔ آپ کا سانس رکا تو جلدی سے چارپائی منگوائی اور لیٹ کر منہ قبلہ کی طرف کر لیا کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے اللہ کو پیارے ہو گئے۔ آپ کی عمر ۴۷ سال سات ماہ تھی آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ، تین صاحبزادے، اور ایک لڑکی چھوڑی ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر و جمیل عطاء فرمائے (آمین) آپ کی نماز جنازہ حضرت قاری محمد

امین خطیب جامع مسجد عید گاہ نے پڑھائی اور آپ کو عید گاہ کے قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ قاری صاحب آپ کے عزیز ترین دوست تھے۔

- مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے رکن جناب غلام محمد کے بھائی، حیات محمد، والد محمد خان انتقال کر گئے۔
- مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے معاون حافظ غلام حبیب صاحب (امام سفید جامع مسجد) کے بھائی دین محمد انتقال کر گئے۔
- صادق آباد میں ہمارے کرم فرما محترم حافظ محمد اسماعیل صاحب ۱۷ ستمبر کو انتقال کر گئے۔

محترم قاری محمد امین اختر افغانی مرحوم: جامع عید گاہ شیخوپورہ کے خطیب محترم قاری محمد امین اختر افغانی ۶/۷/ ستمبر ۱۹۹۷ء کی درمیانی شب ۲ بجے انتقال کر گئے۔ انتقال کے وقت، کلمہ طیبہ، کلمہ تمجید اور لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کا ورد کرتے رہے اور اسی عالم میں روح پرواز کر گئی۔ آپ نے نصف صدی سے زیادہ اس شہر میں خدمت قرآن کی اور تحفیظ قرآن مجید اور تجوید و قراءت کی تدریس کرتے رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت میں سر گرمی سے حصہ لیا اور ایک سال قید رہے۔ پسماندگان میں ایک بیوہ تین بیٹے اور بیٹی ہے

- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن محترم شیخ بشیر احمد صاحب کی والدہ ماجدہ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو انتقال کر گئیں۔
- مجلس احرار اسلام چنیوٹ کے رفیق محترم مشتاق احمد راجہ کی والدہ ماجدہ اور محترم پروفیسر خالد شبیر احمد کی ممانی صاحبہ ۳۱/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو چنیوٹ میں رحلت کر گئیں۔
- مجلس احرار اسلام ملتان کے معاون محترم چودھری محمد صدیق صاحب کی اہلیہ ۲ نومبر ۱۹۹۷ء کو ملتان میں انتقال کر گئیں۔
- مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے معاون محترم حکیم مقبول احمد صاحب نومبر ۱۹۹۷ء میں انتقال کر گئے
- مجلس احرار اسلام تلہ گنگ کے رکن جناب مستری محمد شفیق صاحب کی والدہ ماجدہ نومبر ۱۹۹۷ء میں انتقال کر گئیں۔
- مجلس احرار اسلام گجرات کے قدیم کارکن لالہ چراغ دین کی اہلیہ اور مرزا سردار بیگ کی ہمشیرہ ۲۲/ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو انتقال کر گئیں۔
- مجلس احرار اسلام راولپنڈی کے رکن جناب مرزا غلام قادر صاحب کی والدہ ماجدہ ۲ ستمبر ۱۹۹۷ء کو رحلت فرما گئیں۔

چودھری محمد عاشق احرار کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام قصور کے امیر چودھری محمد عاشق احرار اور چودھری محمد صادق کے والد ماجد میاں محمد دین

صاحب ۶ جولائی ۱۹۹۷ء کو ۸۵ برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔

عبداللطیف خالد چیمہ کو صدمہ:

مجلس احرار اسلام کے مرکزی رہنما جناب عبداللطیف خالد چیمہ کے چچا محترم محمد احسان صاحب ۸ ستمبر ۱۹۹۷ء کو انتقال کر گئے۔

محترم عبداللطیف خالد چیمہ صاحب کے ہم زلف جناب محمد زبیر صاحب منگل ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۷ء کو لاہور میں انتقال کر گئے۔

جناب محمد سلطان مرحوم:

مجلس احرار اسلام لاہور کے قدیم کارکن جناب محمد سلطان صاحب ۹ اکتوبر جمعرات کی شام ٹریفک کے حادثہ میں جاں بحق ہو گئے۔ مرحوم کا تعلق ہوشیار پور (انڈیا) سے تھا۔ وہ گذشتہ پچاس برس سے مجلس احرارِ اسلام سے وابستہ تھے۔ وہ ایک وفادار، ایثار پیشہ اور دینی تڑپ رکھنے والے انتھک اور متحرک کارکن تھے۔ احرار حلقوں میں "علامہ سلطان" کے نام سے معروف تھے۔ ان کی عمر ۷۳ برس تھی۔

تحفظِ ختم نبوت کیلئے وہ ہر تحریک میں پیش پیش رہے۔ ملعون یوسف کذاب کیس میں وہ سب سے زیادہ متحرک تھے۔ بلکہ تھانہ ملت پارک لاہور میں مقدمہ درج کرنے کی درخواست بھی انہوں نے ہی دی۔ حضرت امیر شریعت اور دیگر اکابر احرار کے فدائی و شیدائی تھے۔ ۹/ اکتوبر کی شام حسبِ معمول دوستوں سے مل کر اپنی سائیکل پر گھر جا رہے تھے کہ راستے میں ویگن کی ٹکر سے گر پڑے اور موقع پر ہی جاں بحق ہو گئے۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

احباب ان سب حضرات و خواتین کی مغفرت کیلئے دعاء کا خاص اہتمام فرمائیں۔ ادارہ نقیب ختم نبوت کے تمام ارکان مرحومین کیلئے مغفرت کی دعاء کرتے ہیں اور پسماندگان سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کے غم میں شریک ہیں (ادارہ)

دعائے صحت

- مجلس احرار اسلام چکڑالہ کے خازن جناب عبدالخالق خلیق کی اہلیہ اور بیٹا علیل ہیں
جناب حکیم محمد صدیق تارڑ صدر مجلس احرار اسلام مرید کے علیل ہیں۔
- محترم شیخ ریاض الدین ابن شیخ حسام الدین رحمہ اللہ ایک عرصہ سے علیل ہیں۔

احباب ان حضرات کی صحت یابی کیلئے خاص طور سے دعاء فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں شفاء کاملہ عطاء فرمائے۔ (آمین)

حسنِ انتقاد

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے۔

تبصرہ نگار: سید محمد کفیل بخاری

نماز مترجم مرتب: سید شبیر احمد

یہ ۲۲ صفحات پر مشتمل جیبی سائز میں نہایت خوبصورت تحفہ ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں فضائل صلوٰۃ، نماز کے کلمات، اذکار اور دعاؤں کو سلیس ترجمہ کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ انفرادیت یہ ہے کہ تعلیمی نفسیات کے اصولوں کی روشنی میں دو رنگوں سے کام لیا ہے۔ یعنی عربی کے جو الفاظ سرخ رنگ میں ہیں ان کا ترجمہ بھی سرخ رنگ میں اور جو نیلے رنگ میں ہیں ان کا ترجمہ نیلے رنگ میں دیا گیا ہے۔ بچوں اور جوانوں کیلئے بہت مفید ہے۔ اسے "قرآن آسان تحریک" لاہور نے شائع کیا ہے اور -/۱۰ روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال کر کے ذیل کے پتہ سے منگوائی جا سکتی ہے۔

محمد عبید اللہ ساجد، جامعہ عربیہ عمر فاروقؓ، توحید نگر، معاویہؓ سٹریٹ، فاروق اعظم روڈ۔ فاروقہ ضلع سرگودھا

پوسٹ کوڈ:40040

خطباتِ ختم نبوت (جلد دوم)

مرتب: مولانا محمد اسمعیل شجاع آبادی...... صفحات: ۳۹۲، قیمت: -/۱۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مسجد عائشہ ۵ حسین سٹریٹ۔ مسلم ٹاؤن۔ لاہور

عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ، کیلئے ہمارے اسلاف علماء حق نے تحریر و تقریر دونوں محاذوں پر مرزائیوں کو پسپا کیا ہے۔ انہوں نے بے پناہ لکھا اور بے شمار تقاریر کیں۔ تحریری مواد تو بہر حال محفوظ ہو جاتا ہے۔ مگر تقریروں کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

مولانا محمد اسمعیل شجاع آبادی نے اس موضوع پر اکابر علماء کے خطبات جمع کرنے کا عزم کیا ہے۔ زیر تبصرہ کتاب مولانا کی دوسری کاوش ہے۔ اس سے قبل "خطبات ختم نبوت" کی پہلی جلد شائع ہو چکی ہے۔ دوسری جلد میں مرتب نے حوالہ جات کا اہتمام کر کے اسے مزید خوبصورت بنا دیا ہے۔

جن علماء کے خطبات شامل ہیں ان کے اسماء یہ ہیں۔

امام العصر حضرت علامہ انور شاہ کشمیری، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا ثناء اللہ امرتسری، میر ابراہیم سیالکوٹی، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری، قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مولانا محمد علی

جالندھری، مولانا عبیداللہ نور، مولانا محمد مالک کاندھلوی، مولانا تاج محمود، مولانا عبدالشکور دین پوری، مولانا زاہد الراشدی اور علامہ محمود احمد رضوی۔

عصر حاضر میں کادیانیوں کے خلاف جہاد میں مصروف نوجوانوں کیلئے خاص طور پر اس کتاب کا مطالعہ اشد ضروری ہے۔

ثبوت حاضر ہیں:

ترتیب: محمد متین خالد صفحات ۸۶۴، اشاعت اوّل: اکتوبر ۱۹۹۷ء قیمت۔/۳۰۰ روپے

ملنے کا پتہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، حضوری باغ روڈ ملتان

جب کوئی مسلمان، کادیانیوں کو ان کی کتابوں میں موجود کفر و ارتداد پر مشتمل مواد کا حوالہ دیتا ہے تو کادیانی کذب بیانی کرتے ہوئے ان حوالوں کا انکار کر دیتے ہیں۔ اگر کتاب پیش کر دی جائے تو مذکورہ عبارت کی تاویل کرتے ہیں۔ ویسے تو کادیانی تمام برے کام مرزا غلام کادیانی لعنہ اللہ کی ہدایات کے مطابق کرتے ہیں لیکن خاص طور پر جھوٹ مرزا کی اتباع میں بولتے ہیں۔ انہوں نے کذب بیانی پر ہزاروں صفحات سیاہ کیئے ہیں۔ تمام مواد ہر مسلمان کی دسترس سے باہر ہے۔ ماضی میں مختلف حضرات نے بطور ثبوت مرزا کادیانی کی کتابوں کے چیدہ چیدہ صفحات کے عکس اپنی کتابوں میں شائع بھی کئے ہیں۔

لیکن محمد متین خالد محنتی آدمی ہیں اور اللہ کا شکر ہے کہ ان کی یہ صلاحیت عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور تردید مرزائیت کیلئے وقف ہے۔

"ثبوت حاضر ہیں" ان کی محنت و تحقیق کا بیّن ثبوت ہے۔ مرزائی کتابوں کے اصل صفحات کے عکس اتنی ضخیم کتاب میں بطور شہادت کے پیش کر کے جہاں ایک عام مسلمان قاری کو دلائل و ثبوت سے مسلح کیا ہے وہاں قادیانیوں اور ان کے فریب کے شکار انسانوں کو اپنے باطل دھرم سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کی دعوت بھی دی ہے۔

محمد متین خالد نے چیلنج دیا ہے کہ اس کتاب میں پیش کی گئی تمام عکسی شہادتیں درست ہیں۔ اور ابھی تک کوئی مرزائی اس چیلنج کا سامنا نہیں کر سکا۔ کتاب کے سولہ ابواب ہیں۔ حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتھم نے فلیپ لکھا ہے۔ مولانا محمد یوسف لدھیانوی، پیر محمد کرم شاہ، مجید نظامی، جنرل حمید گل اور پروفیسر محمد سلیم کی نگارشات بھی ابتدائی صفحات میں شامل ہیں۔

کتاب کا سرورق نہایت جاندار ہے اور مرزائی گروہ کے عقائد و نظریات اور خباثت و دفاعت کا عکاس ہے۔

الحاج مولانا عبدالکریم صابر

نعت

محمد کی ہے ذات عالم کی رحمت ۔۔۔ ہوئے دوجہاں پیدا جس کی بدولت
ہوا پیدا اوّل ہی نورِ محمد ۔۔۔ ہوئی ختم بھی آپ پر ہے نبوت
ہوئی وحی ہی بعد پھر بند ان کے ۔۔۔ کہ آپ ہی جبکہ ختمِ رسالت
ہو کس سے ادا مدحِ ممدوحِ خالق ۔۔۔ کہ واضح ہے معراج سے جس کی عظمت
سمجھ سے ہے بالا تریں جس کا رتبہ ۔۔۔ اطاعت ہے جس کی خدا کی اطاعت
ہیں نورالہدیٰ آپ خیرالوریٰ بھی ۔۔۔ تو امت بھی ہے آپ کی خیر امت
بپا ہوگا جب نفس و نفسی کا عالم ۔۔۔ تو کام آئے گی مصطفےٰ کی شفاعت
وہی خوش نصیب آدمی ہے جہاں میں ۔۔۔ نصیب ہو گئی جس کو حضرت کی الفت
وہ خوش بخت ہے محترم اس جہاں میں ۔۔۔ جسے خواب میں ہو نبی کی زیارت
نہیں شک ہے فردوس حصے میں اس کے ۔۔۔ جسے بھی نبی سے ہو از حد عقیدت

پھر اک بار صابر گنہگار کو بھی
ہو اس سبز گنبد کی حاصل زیارت

شبیر احمد گوہر، راولپنڈی

امیرِ شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

کٹتی تھی جس سے کفر کی رگ رگ سر میداں
تھا حق و صداقت کی وہ تلوار بخاری

آتا تھا سلاطیں کی جبینوں پہ پسینہ
جب بولتا تھا حق سرِ بازار بخاری

جم جاتا تھا خوں کبر و ذلالت کی رگوں میں
جب کرتا تھا ذکرِ شہہ ابرار بخاری

ٹھوکر پہ تھا اس مرد کی تاج سردارا
درویش خدامست تھا احرار بخاری

گفتار میں یکتا تھا ہے تسلیم جہاں کو
ہے یہ بھی کہ تھا غازیِ کردار بخاری

توحید کی سطوت کا حُدی خواں نرالا
اور عشق محمد کا پرستار بخاری

حق گو تھا ہلا دیتا تھا حق بات سے اپنی
ہو قوشی کے درو دیوار بخاری

کرتا رہا ہر گام پہ قرآن سنا کر
سوئے ہوئے اذہان کو بیدار بخاری

جس روپ سے جلوے تھے صداقت کے ہویدا
تھا خالق برحق کا وہ شہکار بخاری

اک پھول محبت کا تھا گلزار جہاں میں
اس پھول کی خود آپ تھا مہکار بخاری

اک خاک کے حجرے میں رہا تا دمِ آخر
مرمر کی سلوں سے تو تھا بیزار بخاری

گوہر یہ کھلا ختم نبوت کے فلک پر
تھا عاشق خوش احمد مختار بخاری

سیدنا معاویہ پر اعتراضات کا علمی تجزیہ

پروفیسر قاضی محمد طاہر الہاشمی (قیمت -/200 روپے)

[illegible]

سید کاشف گیلانی

ڈر لگتا ہے

جس کو حق بات کے اظہار سے ڈر لگتا ہے
مجھ کو اس شخص کے کردار سے ڈر لگتا ہے

جس کی نفرت سے ملا مجھ کو حقیقت کا سراغ
اس کی نفرت سے نہیں پیار سے ڈر لگتا ہے

ایک لمحہ بھی مرے ساتھ نہیں چل سکتا
جس کسی کو رسن و دار سے ڈر لگتا ہے

ننگ اسلاف ہوئے اہل جنوں کے وارث
یوں انہیں قربتِ احرار سے ڈر لگتا ہے

جنکی ہمت کو زمانے کی ہوس نے چھینا
یہ وہ بزدل ہیں جنہیں ہار سے ڈر لگتا ہے

کس قدر شوق سے جاتا ہے جہنم کی طرف
مجھ کو حضرت ترے ہر یار سے ڈر لگتا ہے

جن کی سرکار کا ڈر ہر کن و نا کن پہ تھا کل
کیا ہوا ان کو بھی سرکار سے ڈر لگتا ہے

کس قدر سہل طبیعت ہیں زمانے کے شیوخ
ان کو ہر منزل دشوار سے ڈر لگتا ہے

کفر کی راہ میں اک آہنی دیوار ہیں ہم
کفر کو آہنی دیوار سے ڈر لگتا ہے

صرف اللہ کو زیبا ہے تکبر کاشف
اس لئے زہد کے پندار سے ڈر لگتا ہے

عطیہ خواجہ غریب شاہ

اصلی ہڈی جوڑ گولی

رجسٹرڈ 675

انسان کی ہڈی ٹوٹ جائے تو گولی کے تین حصے کرکے روزانہ نہار منہ مکھن کے ساتھ کھائیں اور پانچ دن تک نمک سے پرہیز کریں۔ اور اگر کسی جانور کی ہڈی ٹوٹ جائے تو یہی گولی مکمل جوار، مکئی یا جو کے آٹے میں کھلائیں نمک، گندم اور چنے کے آٹے سے پرہیز کرائیں۔ نیز ہمارے ہاں بواسیر اور ہمہ قسم کے درد کی گولیاں بھی دستیاب ہیں۔ نوٹ: مدرسہ کیلئے تعاون کی اپیل جاتی ہے۔

پتہ: صاحبزادہ قاری محمد طیب میانہ (اولاد سلطان عبدالحکیم)
مسجد حاجی بشیر احمد محلہ سلطانیہ عبدالحکیم، تحصیل کبیروالا ضلع خانیوال

Kinza

FOOD PRODUCTS

سکوائشز، کیچپ اور اچار

جو کھائے ایک بار۔ وہ کھائے بار بار

wily

FOODS (PVT) LTD.

Chand Plaza. Off Lane 6 Peshawar Road Rawalpindi Cantt.

Ph : 475969

AD-WIG

باذوق قارئین کے مطالعہ کے لئے

نئی کتابیں

★ "پاکستان کیا ہوگا"

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی پاکستان کے بارے میں دو تقاریر کا مجموعہ۔ (قیمت =/10 روپے)

★ افکارِ شیعہ

مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم (قیمت =/150 روپے)

★ واقعہ کربلا اور مراسم عزاء

(مولانا سعید الرحمن علوی مرحوم، قیمت =/80 روپے)

★ سیدنا مروان بن حکم رضی اللہ عنہ

(حکیم محمود احمد ظفر، قیمت =/10 روپے)

★ دین میں صحابہ کا مقام اور حیثیت

(سید عطاء المحسن بخاری، قیمت =/10 روپے)

بخاری اکیڈمی، دارِ بنی ہاشم، مہربان کالونی ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان کا

تاریخ ساز

امیرِ شریعت نمبر

(حصہ دوم)

- اردو زبان کے سب سے بڑے خطیب کے سوانح و افکار
- ایک تاریخ ✿ ایک دستاویز ✿ ایک داستان ✿ خاندانی حالات

✿ سیرت کے مجلا اوراق ✿ خطابتی معرکے ✿ سیاسی تذکرے

✿ بزم سے لیکر رزم اور منبر و محراب سے لیکر دار و رسن تک

✿ نصف صدی کے ہنگاموں، جہادی معرکوں، تہذیبی محاربوں، مذہبی سازشوں اور علمی محاذ آرائیوں کی فضا میں ایک آوازِ ھدایت، جو بصیرت، حریت اور بغاوت کا سرچشمہ تھی۔

- خوبصورت سہ رنگا سرورق **576** صفحات
- قیمت **300** روپے

مستقل سالانہ خریداروں کے لئے خاص رعایت

صرف **200** روپے پیشگی منی آرڈر بھیج کر نمبر حاصل کریں۔

ترسیل زر کے لئے: سید محمد کفیل بخاری

مدیر مسؤل، ماہنامہ نقیب ختمِ نبوت، دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ فون: ۵۱۱۹۶۱